عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۸ | ۱۷ تا ۲۵ /رمضان ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱ /مئی ۲۰۱۹ء | شمارہ: ۲۰

غزوۂ بدر
اسباب و نتائج

مسائل اعتکاف

رمضان کی عظمت حرمت اور فضیلت

سالانہ ختم نبوت کورس
چناب نگر

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

انہیلر کے استعمال سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

س:...... روزہ کی حالت میں انسولین کا انجکشن لگانے کی اجازت ہے، اسی طرح ضرورت کے وقت ڈرپ وغیرہ بھی لگوا سکتے ہیں، اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا، لیکن دمہ کا مریض اگر انہیلر استعمال کرے تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا، اس کی کیا وجہ ہے؟ اور ان دونوں مسئلوں میں کیا فرق ہے؟ برائے مہربانی کچھ وضاحت فرمادیں۔

ج:..... کسی بھی قسم کے انجکشن لگوانے یا ڈرپ لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اس لئے کہ بذریعہ انجکشن جو دوا جسم میں پہنچائی جاتی ہے وہ اگرچہ رگ ہی میں کیوں نہ لگایا جائے یہ مفسد صوم نہیں ہے، وجہ یہ ہے کہ رگ کا معدہ سے براہ راست تعلق نہیں ہے۔ اس کا تعلق دل سے ہوتا ہے، بخلاف انہیلر کے جو کہ بذریعہ حلق اندر کھینچا جاتا ہے وہ روزہ کو توڑ دیتا ہے، اس لئے کہ حلق سے کسی چیز کا نیچے اترنا مفسد صوم ہے، کیونکہ حلق کا تعلق براہ راست معدہ سے ہے اور انہیلر میں صرف گیس نہیں ہوتی بلکہ دوائی بھی شامل ہوتی ہے محض ہوا یا آکسیجن کو اندر لے جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا بلکہ اس ہوا یا آکسیجن کے اندر جو دوا شامل کی ہوتی ہے اس کی وجہ سے روزہ ٹوٹتا ہے۔ لہٰذا روزہ کی حالت میں اگر عذر ہو تو انجکشن یا ڈرپ لگوا سکتے ہیں۔ بلا عذر روزہ میں ڈرپ یا انجکشن لگوانے سے روزہ مکروہ ہو جائے گا اور ثواب میں کمی آجائے گی، جبکہ انہیلر کے استعمال سے روزہ ٹوٹ جائے گا، اس لئے دمہ کا مریض اگر روزہ رکھنے پر قادر نہ ہو تو وہ روزہ کا فدیہ ادا کر سکتا ہے۔ اگر بعد میں کبھی تندرست ہو جائے تو روزے قضا رکھے۔

حالت روزہ میں ناک میں دوا ڈالنا

س:......ایک شخص کی ناک ہمیشہ بند رہتی ہے، جس کی وجہ سے دوا اور ناک کا اسپرے استعمال کرنا ضروری اور لازمی ہے۔ دوا نہ ڈالنے کی صورت میں بے حد تکلیف ہوتی ہے اور اکثر منہ سے سانس لینا پڑتا ہے، جس کی وجہ سے گلا اور منہ سوکھ جاتا ہے اور درد ہونے لگتا ہے دوا ڈالنے سے ہی آرام ملتا ہے تو کیا روزہ کی حالت میں یہ ناک میں دوا ڈال سکتا ہے؟

ج:...... روزہ کی حالت میں ناک میں دوا ڈالنے سے یا ناک میں اسپرے کرنے سے بھی روزہ ٹوٹ جائے گا اگر ایسا مریض رمضان میں روزے نہ رکھ سکے شدید بیماری کی وجہ سے تو رمضان کے بعد جب بھی اس کی طبیعت بہتر ہو ان روزہ کی قضا رکھ لے۔

آنکھ میں دوا ڈالنے سے روزہ پر اثر

س:...... آنکھ میں دوا ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا جبکہ کان میں دوا ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اس سلسلہ میں عرض ہے کہ آنکھ میں دوا ڈالنے سے اس کی بو اور دوا تک حلق میں جاتی ہے جبکہ کان میں دوا ڈالنے سے حلق اثر انداز نہیں ہوتا۔ اس بارے میں وضاحت فرمادیں۔

ج:...... فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ آنکھ میں ڈالی گئی دوا براہ راست حلق یا دماغ میں نہیں پہنچتی اس لئے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور کان میں دوا ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ خواہ حلق میں اس کا اثر محسوس نہ ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ
مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد،
علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،
مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۳۸ ۔ ۱۷ تا ۲۵ رمضان المبارک ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱ مئی ۲۰۱۹ء ۔ شمارہ: ۲۰

سرپرست
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

رمضان کی عظمت، حرمت اور فضیلت	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
احکام رمضان المبارک (۲)	۱۰	مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہریؒ
غزوۂ بدر..... اسباب و نتائج	۱۲	مفتی حبیب الرحمٰن لدھیانوی
مسائل اعتکاف	۱۵	مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ
عقیدۂ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داری (۲)	۱۹	مولانا عبداللطیف قاسمی
تحریر پار کر میں قادیانیت.....	۲۳	مولانا توصیف احمد
تحفظ ختم نبوت تربیتی کورس دار العلوم دیوبند	۲۴	کل ہند مجلس ختم نبوت دیوبند
ختم نبوت کورس، چناب نگر	۲۶	مولانا قاضی احسان احمد

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری ۔ مطبع: القادر پرنٹنگ پریس ۔ طابع: سیّد شاہد حسین ۔ مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

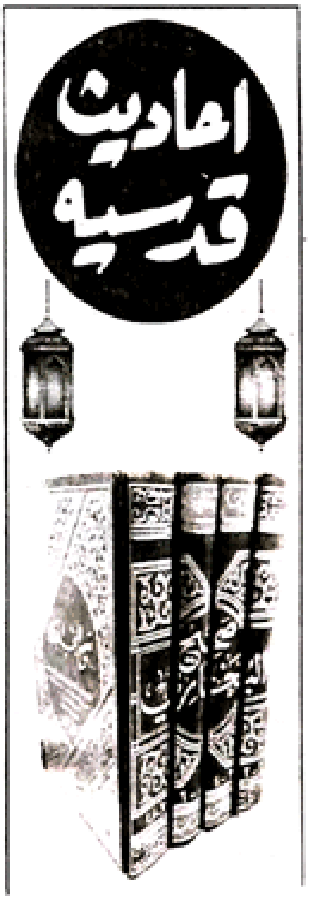

سحبان الہند حضرت
مولانا احمد سعید دہلوی

قیامت

حدیث قدسی ۱۷: حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ تین چیزیں میں نے اپنے بندوں سے چھپا رکھی ہیں، اگر ان تین چیزوں کو کوئی شخص دنیا میں دیکھ لے تو کبھی کوئی گناہ نہ کرے، اگر میں اپنے سامنے سے پردہ ہٹادوں اور کوئی شخص مجھ کو دیکھ لے اور یہ بات جان لے کہ میں مخلوق کو موت دینے کے بعد ان کے ساتھ کیا کروں گا اور کسی کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ میں کس طرح آسمانوں اور زمینوں کو اپنی مٹھی میں لے کر کہوں گا کہ میں بادشاہ ہوں، میرے علاوہ کسی کی بادشاہت نہیں اور میں اپنے بندوں کو جنت اور جو میں ان کے لئے سامان تیار کیا ہے وہ بھی دکھادوں اور وہ دیکھ کر اس کا یقین کرلیں اور میں اپنے بندوں کو دوزخ اور جو میں نے عذاب مقرر کیا ہے وہ دکھادوں اور وہ اس کا یقین کرلیں، لیکن میں نے قصداً ان باتوں کو چھپالیا ہے، البتہ ان کا ذکر ان سے کردیا تاکہ یہ بات معلوم ہو کہ وہ کیسے عمل کرتے ہیں۔ (طبرانی) یعنی تین باتوں میں سے ایک تو خود اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ دوسرے جنت تیسرے دوزخ اگر یہ چیزیں دنیا ہی میں ظاہر ہوجائیں تو کوئی بھی گناہ نہ کرے۔

حدیث قدسی ۱۸: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بلند آواز سے فرمائے گا، اس آواز میں دہشت نہ ہوگی: اے میرے بندو! میں اللہ تعالیٰ ہوں میرے سوا کوئی پرستش کے قابل نہیں، میں سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہوں اور سب حاکموں سے بہتر حاکم ہوں اور حساب کرنے میں بہت تیز ہوں، اے میرے بندو! آج تم پر کسی قسم کا خوف نہیں اور نہ تم غم کھاؤ، اپنی اپنی دلیلیں پیش کرو اور جواب میں آسانی حاصل کرو تم سب کے سب سوال کئے جاؤ گے اور تم سے حساب لیا جائے گا۔ اے میرے فرشتو! میرے بندوں کو حساب کے لئے صفیں باندھ کر کھڑا کرو۔ (دیلمی) یعنی حساب لینے میں آسانی کی جائے گی برتاؤ سخت نہیں ہوگا اور ظلم و ناانصافی بھی نہیں ہوگی۔

حضرت مولانا مفتی
محمد نعیم دامت برکاتہم

قضا نمازیں

س:......صرف توبہ کرلینے سے عبادات کیوں معاف نہیں ہوتیں؟

ج:......صرف توبہ کرلینے سے عبادات اس لئے معاف نہیں ہوتیں کہ اس کا بدل ممکن بھی ہے جیسے ادا کا بدل قضا ہے اور قضا کا بدل فدیہ ہے (یہ فدیہ قضا نہ پڑھنے کی صورت میں قدرت نہ ہونے پر موت کے بعد واجب ہوگا اور موت کے وقت اس کی وصیت کرنا بھی ضروری ہے) اور اس بدل کو شریعت نے بھی بتلایا ہے لہٰذا قضا لازمی طور پر خود پڑھنا ضروری ہے۔

س:......کیا اپنی رہ جانے والی نمازیں کسی دوسرے شخص سے پڑھوائی جاسکتی ہیں؟

ج:......نہیں! نماز بدنی عبادت ہے اور بدنی عبادتیں خود ادا کرنا ضروری ہیں، ایک کی جگہ دوسرا شخص چاہے وہ کوئی بھی ہو، دوسرے کی طرف سے پڑھ نہیں سکتا، نہ اس کی زندگی میں اور نہ ہی اس کی موت کے بعد۔

س:......کیا ایسی بھی صورت ہے کہ وقت پر ادا نہ کئے جاسکنے کے باوجود قضا واجب نہیں ہوتی؟

ج:......چند صورتیں شریعت نے ایسی بتلائی ہیں جن کے آجانے کے بعد نمازیں ادا نہ کئے جاسکنے کے باوجود ان کی قضا بھی واجب نہیں ہوتی، جس میں چند مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) پاگل (مجنون) اس پر نماز ہی واجب نہیں ہے، نہ ادا نہ قضا۔ (۲) کسی پر پاگل پن کا دورہ ایسا پڑے کہ اسے زندگی کے معمولات کا بھی ہوش نہ رہے اور اس کا دورانیہ مکمل طور پر چھ نمازیں کے اوقات (مثلاً نماز فجر سے لے کر اگلے دن کی فجر کی نماز کے وقت کے ختم ہونے تک) گزر جانے تک برقرار رہے تو دوبارہ عقل کی حالت میں آنے کے باوجود ان چھ نمازوں کی اس پر قضا نہیں ہے، وہ نمازیں اس پر معاف ہوجاتی ہیں۔ اگر صرف پانچ نمازوں یا اس سے کم کا وقت اس پر گزرا تو پھر ہوش میں آنے کے بعد ان نمازوں کو قضا کرنا ہوگا، یہی مسئلہ بے ہوش ہوجانے والے شخص سے متعلق بھی ہے۔ (۳) ایسا مریض جو نہ کھڑے ہوکر نماز پڑھ سکتا ہو نہ بیٹھ کر، نہ اشارے سے تو ایسی صورت میں مسلسل چھ نمازوں کا وقت گزر جائے تو اس پر بھی نمازوں کی قضا لازم نہیں۔

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

رمضان کی عظمت، حرمت اور فضیلت

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی تمام مخلوقات میں انسان کو اشرف واکرم بنایا، اس کی فطرت میں نیکی اور بدی، بھلائی اور برائی، تابعداری وسرکشی اور خوبی وخامی دونوں ہی قسم کی صلاحیتیں اور استعدادیں یکساں طور پر رکھ دی ہیں۔ اسی کا ثمرہ اور نتیجہ ہے کہ کسی بھی انسان سے اچھائی اور برائی دونوں ہی وجود میں آسکتی ہیں۔ ایک انسان سے حسنات بھی ممکن ہیں اور سیئات بھی، اس کے باوجود کوئی سیئات ومعصیات سے مجتنب ہوکر اپنی زندگی اور اس کے قیمتی لمحات کو حسنات وطاعات سے مزین اور آراستہ کرلے تو یہ اس کے کامیاب اور خالق ومخلوق کے نزدیک اشرف واکرم ہونے کی سب سے بڑی نشانی ہے اور یہی تقویٰ وپرہیزگاری ہے جو روزہ کا مقصدِ اصلی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ اَیَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ۔“

(البقرۃ:۱۸۳،۱۸۴)

”اے ایمان والو! فرض کیا گیا تم پر روزہ، جیسے فرض کیا گیا تھا تم سے اگلوں پر، تاکہ تم پرہیزگار ہوجاؤ، چند روز ہیں گنتی کے۔“

تقویٰ کا معنی ہے: نفس کو برائیوں سے روکنا اور اس کا سب سے بڑا ذریعہ روزہ ہے، جیسا کہ ایک صحابیؓ نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے کسی ایسے عمل کا حکم دیجیے جس سے حق تعالیٰ مجھے نفع دے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”علیک بالصوم، فإنہ لا مثل لہ“ (سنن نسائی، ج:۱،ص:۱۴۰)...... ”یعنی روزہ رکھا کرو، اس کے مثل کوئی عمل نہیں۔“ گویا یہ مہینہ نیکیوں اور طاعات کے لئے موسمِ بہار کی طرح ہے، اسی لئے رمضان المبارک سال بھر کے اسلامی مہینوں میں سب سے زیادہ عظمتوں، فضیلتوں اور برکتوں والا مہینہ ہے۔ اس ماہ میں اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان کو اپنی رضا، محبت وعطا، اپنی ضمانت والفت اور اپنے انوارات سے نوازتے ہیں۔ اس مہینہ میں ہر نیک عمل کا اجروثواب کئی گنا بڑھادیا جاتا ہے۔ اس ماہ میں جب ایمان اور احتساب کی شرط کے ساتھ روزہ رکھا جاتا ہے تو اس کی برکت سے پچھلی زندگی کے تمام صغیرہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں اور جب رات کو قیام (تراویح) اسی شرط کے ساتھ کیا جاتا ہے تو اس سے بھی گزشتہ تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ اس ماہ میں ایک نیکی فرض کے برابر اور فرض ستر فرائض کے برابر ہوجاتا ہے، اس ماہ کی ایک رات جسے شب قدر کہا جاتا ہے وہ ہزار مہینوں سے افضل قرار دی گئی ہے۔

رمضان کا روزہ فرض اور تراویح کو نفل (سنت مؤکدہ) بنایا ہے۔ یہ صبر کا مہینہ ہے، اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ یہ ہمدردی اور خیرخواہی کا مہینہ ہے، اس میں مؤمن کا رزق بڑھادیا جاتا ہے، اس میں روزہ افطار کرنے والے کی مغفرت، گناہوں کی بخشش اور جہنم سے آزادی کے پروانے کے علاوہ روزہ دار کے برابر ثواب دیا جاتا ہے، چاہے وہ افطار ایک کھجور یا ایک گھونٹ پانی سے ہی کیوں نہ کرائے، ہاں! اگر روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھلایا پلایا تو اللہ تعالیٰ اسے حوضِ کوثر سے ایسا پانی پلائیں گے جس کے بعد وہ جنت میں داخل ہونے تک پیاسا نہ ہوگا۔ اس ماہ کا پہلا عشرہ رحمت، دوسرا مغفرت اور تیسرا جہنم سے آزادی کا ہے۔ جس نے اس ماہ میں اپنے ماتحتوں کے کام میں تخفیف کی تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ ان کی مغفرت اور انہیں جہنم سے آزادی کا پروانہ دیں گے۔ پورا سال جنت کو

رمضان المبارک کے لئے آراستہ کیا جاتا ہے۔ عام قانون یہ ہے کہ ایک نیکی کا ثواب دس سے لے کر سات سو تک دیا جاتا ہے، مگر روزہ اس قانون سے مستثنیٰ ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: روزہ صرف میرے لئے ہے اور اس کا اجر میں خود دوں گا۔ روزہ دار کو دو خوشیاں ملتی ہیں: ایک افطار کے وقت کہ اس کا روزہ مکمل ہوا، اور دعا قبول ہوئی، اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے روزہ افطار کیا اور دوسری خوشی جب اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوگی۔ روزہ دار کے منہ کی بو (جو معدہ کے خالی ہونے کی وجہ سے آتی ہے) اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک سے زیادہ خوشبودار ہے۔ روزہ اور قرآن کریم دونوں بندے کی شفاعت کریں گے اور بندے کے حق میں دونوں کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

اب چندوہ باتیں عرض کی جاتی ہیں، جن کا حضور اکرم ﷺ خود بھی اہتمام کیا کرتے تھے اور اُمت کو بھی اس کی تعلیم اور تلقین فرماتے تھے:

۱:- حضور اکرم ﷺ شعبان کی تاریخوں کی جس قدر نگہداشت فرماتے تھے اتنا دوسرے مہینوں کی نہیں فرماتے تھے۔

۲:- حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: رمضان کی خاطر شعبان کے چاند کا اہتمام کیا کرو۔

۳:- آپ ﷺ نے سحری کھانے کا حکم فرمایا کہ سحری کھایا کرو، کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے۔ اور فرمایا: ہمارے اور اہل کتاب کے روزے کے درمیان سحری کھانے کا فرق ہے، یعنی اہل کتاب کو سو جانے کے بعد کھانا پینا ممنوع تھا اور ہمیں صبح صادق کے طلوع ہونے سے پہلے تک اس کی اجازت ہے۔

۴:- آپ ﷺ نے فرمایا: لوگ ہمیشہ خیر پر رہیں گے جب تک کہ (غروب آفتاب کے بعد) افطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔

افطار کی دعا: ''ذَھَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللّٰہُ۔ ''.....''پیاس جاتی رہی، انتڑیاں تر بتر ہوگئیں اور اجر ان شاء اللہ ثابت ہوگیا۔'' اسی طرح: ''اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ أَفْطَرْتُ۔''...''اے اللہ! میں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور تیرے رزق سے افطار کیا۔''

۵:- رمضان میں ذکر کرنے والا بخشا جاتا ہے اور اس ماہ میں مانگنے والا بے مراد نہیں رہتا۔

۶:- روزہ دار کی روزانہ ایک دعا قبول ہوتی ہے۔

۷:- رمضان میں روزانہ بہت سے لوگ دوزخ سے آزاد کئے جاتے ہیں۔

۸:- حضور اکرم ﷺ رمضان کے اخیر عشرہ میں خود بھی شب بیدار رہتے اور اپنے گھر کے لوگوں کو بھی بیدار رکھتے۔

۹:- حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: شب قدر کو رمضان کے اخیر عشرہ میں تلاش کرو۔

۱۰:- جب لیلۃ القدر آتی ہے تو جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کی معیت میں نازل ہوتے ہیں اور ہر بندہ جو کھڑا یا بیٹھا اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہا ہو (اس میں تلاوت، تسبیح وتہلیل اور نوافل سب شامل ہیں، الغرض کسی طریقے سے ذکر وعبادت میں مشغول ہو) اس کے لئے دعائے رحمت کرتے ہیں۔

۱۱:- لیلۃ القدر کی دعا: ''اَللّٰھُمَّ إِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ۔'' اے اللہ! آپ بہت معاف کرنے والے ہیں، معافی کو پسند فرماتے ہیں، پس مجھے بھی معاف فرمادیجیے۔

۱۲:- اگر کسی نے بغیر عذر اور بیماری کے رمضان کا ایک روزہ چھوڑ دیا، خواہ وہ ساری زندگی روزہ رکھتا رہے، وہ اس کی تلافی نہیں کرسکتا۔

۱۳:- رمضان میں چار کام کثرت سے کئے جائیں: دو کام جن سے اللہ راضی ہوتے ہیں: ۱:-''لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ'' کی کثرت، ۲:- استغفار زیادہ سے زیادہ پڑھا جائے۔ اور دو کام جو ہر انسان کی ضرورت ہیں: ۱:- اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کیا جائے، ۲:- جہنم سے پناہ مانگی جائے۔

۱۴:- تراویح کے بارہ میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے: جس نے ایمان کے جذبے سے اور ثواب کی نیت سے رمضان کا روزہ رکھا، اس کے پہلے گناہ بخش دیے جائیں گے، اور جس نے رمضان (کی راتوں) میں قیام کیا۔ ایمان کے جذبے اور ثواب کی نیت سے اس کے پہلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔

۱۵:۔ اعتکاف کے بارہ میں آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے رمضان میں (آخری) دس دن کا اعتکاف کیا، اس کو دو حج اور دو عمرے کا ثواب ہوگا۔ دوسری حدیث میں ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کی خاطر ایک دن کا بھی اعتکاف کیا، اللہ تعالیٰ اس کے اور دوزخ کے درمیان ایسی تین خندقیں بنادیں گے کہ ہر خندق کا فاصلہ مشرق ومغرب سے زیادہ ہوگا۔

۱۶:۔ رمضان میں قرآن کریم کا دور اور جود وسخاوت کی جائے، اس لئے کہ آپ ﷺ جود وسخا میں تمام انسانوں سے بڑھ کر تھے اور رمضان میں آپ کی سخاوت بہت بڑھ جاتی تھی۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام رمضان کی ہررات میں آکر آپ ﷺ سے قرآن کریم کا دور کیا کرتے تھے۔

۱۷:۔ روزہ کی حالت میں بے ہودہ باتوں: مثلاً: غیبت، بہتان، گالی گلوچ، لعن، طعن، غلط بیانی، تمام گناہوں سے پرہیز کیا جائے، ورنہ سوائے بھوکا پیاسا رہنے کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اگر کوئی دوسرا آکر ناشائستہ بات کرے تو یہ کہہ دے کہ میں روزہ سے ہوں، کیونکہ روزہ ڈھال ہے، جب تک کوئی اس کو پھاڑے نہیں اور یہ ڈھال جھوٹ اور غیبت سے پھٹ جاتی ہے۔

یہ مہینہ گویا ایمان اور اعمال کو ریچارج کرنے کے لئے آتا ہے۔ رمضان عربی کا لفظ ہے، جس کا اُردو میں معنی ہی شدتِ حرارت کے ہیں، یعنی اس ماہ میں اللہ رب العزت روزہ کی برکت اور اپنی رحمتِ خاصہ کے ذریعہ اہلِ ایمان کے گناہوں کو جلادیتے اور ان کی بخشش فرمادیتے ہیں، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں:

”إذا دخل رمضان فُتحت أبواب السماء، وفي رواية: ”فُتحت أبواب الجنة“ وغُلقت أبواب جهنم، وسُلسلت الشياطين، وفي رواية ”فُتحت أبواب الرحمة.“

(متفق علیہ، بحوالہ مشکوٰۃ، کتاب الصوم، ص:۱۷۳)

”رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: جب رمضان آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اور ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں، اور ایک روایت میں بجائے ابوابِ جنت کے ابوابِ رحمت کھول دیئے جانے کا ذکر ہے۔“

”قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: یہ حدیث ظاہری معنوں پر بھی محمول ہوسکتی ہے، لہٰذا جنت کے دروازوں کا کھلنا، دوزخ کے دروازوں کا بند ہونا اور شیطانوں کا قید ہونا اس مہینے کی آمد کی اطلاع اور اس کی عظمت اور حرمت وفضیلت کی وجہ سے ہے، شیاطین کا بند ہونا اس لئے ہوسکتا ہے کہ وہ اہلِ ایمان کو وسوسوں میں مبتلا کرکے ایمانی وروحانی اعتبار سے ایذا نہ پہنچاسکیں، جیسا کہ دستورِ زمانہ بھی ہے کہ جب کوئی اہم موقع ہوتا ہے تو خصوصی انتظامات کئے جاتے ہیں، تمام شرپسندوں کو قید کردیا جاتا ہے، تاکہ وہ اس موقع پر کوئی رخنہ وفتنہ پیدا نہ کریں، اور حکومت اپنے حفاظتی دستوں کو ہر طرف پھیلادیتی ہے، یہی حال رمضان المبارک میں بھی ہوتا ہے کہ شیطانوں کو قید کردیا جاتا ہے۔ اور اس سے مجازی معنی بھی مراد لئے جاسکتے ہیں، کیوں کہ شیاطین کا اُکسانا اس ماہ میں کم ہوجاتا ہے، اس لئے گویا وہ قید ہوجاتے ہیں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ جنت کے دروازے کھولنے سے مراد یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر طاعات اور عبادات کے دروازے اس ماہ میں کھول دیتا ہے، یہی وجہ ہے کہ جو عبادتیں کسی اور مہینے میں عام طور پر واقع نہیں ہوسکتیں، وہ عموماً رمضان میں بآسانی ادا ہوجاتی ہیں، یعنی روزے رکھنا، قیام کرنا، وغیرہ۔“

(نووی شرح مسلم، از برکاتِ رمضان، ص:۴۴)

الغرض رمضان المبارک کی بڑی فضیلت ہے، اسی وجہ سے کہا گیا کہ اگر لوگوں کو رمضان المبارک کی ساری فضیلتوں اور برکتوں کا پتہ چل جائے تو وہ تمنا ئیں کریں کہ کاش! سارا سال رمضان ہوجائے۔

رمضان المبارک کی بے شمار خصوصیتیں ہیں، جن میں چند ایک یہ ہیں:

۱:- سال بھر کے مہینوں میں رمضان المبارک ایک ایسا مہینہ ہے جس کا ذکر صراحت کے ساتھ قرآن کریم میں آتا ہے، جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

”شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ.“ (البقرۃ: آیت:۱۸۵)

”رمضان وہ (مبارک) مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا، جو لوگوں کے لئے راہنمائی اور ہدایت اور حق وباطل میں تمیز کرنے کا ذریعہ ہے، پس جو کوئی یہ (مبارک) مہینہ پائے اُسے چاہیے کہ وہ اس کے روزے رکھے۔“

۲:- اسی ماہ کو شبِ قدر میں لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر مکمل قرآن کریم کا نزول ہوا، جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے:

”اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ وَمَآ اَدْرٰکَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ کُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ هِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ.“ (القدر:۱-۵)

”بلاشبہ ہم نے قرآن کو شبِ قدر میں نازل کیا، اور آپ کو کچھ معلوم ہے کہ شبِ قدر کیسی چیز ہے؟ شبِ قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اس رات میں فرشتے اور روح اپنے رب کے حکم سے ہر معاملہ لے کر حاضر ہوتے ہیں، یہ رات سراسر سلامتی ہے، وہ یعنی اس کی خیر وبرکت صبح طلوعِ فجر تک رہتی ہے۔“

گویا رمضان اور قرآن کریم دونوں کا آپس میں گہرا تعلق ہے کہ قرآن رمضان میں آیا تو رمضان کا تذکرہ قرآن کریم میں آیا، اس لئے بعض علماء فرماتے ہیں کہ: رمضان اور قرآن کا جسم اور روح کا سا تعلق ہے۔ رمضان جسم ہے تو قرآن کریم روح ہے:

ماہِ صیام تیرا کیوں نہ ہو احترام
کہ نازل ہوا تجھ میں اللہ کا کلام

اس لئے ہمارے اکابر نے رمضان میں روزہ اور تراویح کے بعد قرآن کریم کی تلاوت کو سب سے بہتر عبادت قرار دیا۔

۳:- رمضان کی ہر رات ایک منادی اعلان کرتا ہے: ”یا باغي الخیر! أقبل ویا باغي الشر! اقصر۔“ (مشکوٰۃ، ص:۱۷۳)...... ”اے خیر کے طالب! آگے بڑھ، اور اے شر کے طالب! رُک جا۔“ یعنی خیر کے متلاشی اللہ تعالیٰ کی رضا والے کاموں میں مشغول ہو اور اس کی نافرمانی اور گناہوں سے باز آجا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا اثر اور ظہور ہر آدمی اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے کہ رمضان میں اہلِ ایمان کا عمومی رجحان اور میلان نیکیوں اور عبادات کی طرف زیادہ ہوجاتا ہے۔

ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: منبر کے قریب ہوجاؤ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم منبر سے قریب ہوگئے۔ جب حضور ﷺ نے منبر کے پہلے درجہ پر قدم مبارک رکھا تو فرمایا: آمین۔ جب دوسرے پر قدم مبارک رکھا تو پھر فرمایا: آمین۔ جب تیسرے پر قدم مبارک رکھا تو پھر فرمایا: آمین۔ جب آپ ﷺ خطبہ سے فارغ ہوکر نیچے اُترے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ: (یارسول اللہ!) ہم نے آج آپ سے (منبر پر چڑھتے ہوئے) ایسی بات سُنی جو پہلے کبھی نہیں سُنی تھی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس وقت جبرائیل علیہ السلام میرے سامنے آئے تھے (جب پہلے درجہ پر میں نے قدم رکھا تو) اُنہوں نے کہا: ہلاک ہوجائے وہ شخص جس نے رمضان المبارک کا مبارک مہینہ پایا، پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہوئی، میں نے کہا: آمین۔ پھر جب میں دوسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا: ہلاک ہوجائے وہ شخص جس کے سامنے آپ ﷺ کا ذکر مبارک ہو اور وہ درود نہ بھیجے، میں نے کہا: آمین۔ جب میں تیسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا: ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پائے اور وہ ان کی خدمت کرکے جنت میں داخل نہ

ہو جائے۔ میں نے کہا: آمین۔ (رواہ الحاکم والطبرانی والترمذی)

رمضان المبارک ایک ایسا مہینہ ہے کہ اس میں ایک انسان کوشش کرے تو ایک رمضان سارے گناہ بخشوانے کے لئے کافی ہے، جو شخص رمضان کے روزے رکھے اور یہ یقین کر کے رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام وعدے سچے ہیں اور وہ تمام اعمال حسنہ کا بہترین بدلہ عطا فرمائے گا تو رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

”من قام رمضان إیماناً واحتساباً غفرلہ ماتقدم من ذنبہ وماتأخر.“ (ابو طاہر ولیہ محمد بن الحسن)

”جو شخص ایمان کے ساتھ اور ثواب کی امید کرتے ہوئے رمضان میں قیام کرے گا (یعنی تراویح اور نوافل وغیرہ پڑھے گا) اس کے پچھلے اور اگلے سب (صغیرہ) گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔“

ایمان اور احتساب کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام وعدوں پر یقین کامل ہو اور ہر عمل پر ثواب کی نیت اور اخلاص وللّٰہیت اور رضائے الٰہی کا حصول پیش نظر ہو۔

۴:- دین کے جتنے ارکان ہیں وہ طاقت پیدا کرتے ہیں، یعنی ایک عبادت دوسری عبادت کے لئے معاون ومددگار اور تقویت کا باعث بنتی ہے۔ اسی طرح سے رمضان کا روزہ سال کے پورے گیارہ مہینے کی عبادت کے لئے طاقت پیدا کرتا ہے۔ روزہ کی وجہ سے دوسری عبادات کی ادائیگی کا ذوق وشوق پیدا ہوتا ہے اور توانائی ملتی ہے۔ اگر فرض روزہ کے تمام تقاضوں کا لحاظ رکھا گیا تو اس کا اثر پورے گیارہ مہینوں پر پڑے گا اور روزہ دار کی زندگی میں ایک نمایاں تبدیلی ہوگی۔

۵:- روزہ جن چیزوں سے معمور کیا گیا ہے، اس کا لحاظ رکھا جائے۔ روزہ کا منشأ یہ معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوا جائے، یعنی روزہ کے ساتھ ساتھ تراویح، اشراق، چاشت، اوابین، صلاۃ الحاجۃ، صلاۃ التسبیح، تلاوتِ قرآن، اللہ تعالیٰ کا ذکر، صدقہ، خیرات، عشرۂ اخیرہ کا اعتکاف کی کوشش، شب قدر کی تلاش اور دعاؤں کی کثرت کا معمول بنایا جائے اور جتنا ہو سکے ان پر عمل کیا جائے۔

اس ماہ میں غریبوں، یتیموں، بیواؤں اور مسکینوں کے ساتھ ایثار اور ہمدردی کا معاملہ کیا جائے، ان پر سخاوت کی جائے، یہ اس لئے کہ ایک تو ان کا حق ہے اور دوسرا اس لئے کہ صدقہ وخیرات کرنے سے ممکن ہے کہ اللہ کے کسی بندے کا دل خوش ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے اور ہمارا مقصد پورا ہو جائے۔ یا ہو سکتا ہے ہماری عبادت، ہماری تلاوت، ہماری نمازوں میں کوئی کمی رہ گئی ہو یا اس قابل نہ ہوں کہ وہ قبولیت کا مقام حاصل کر سکیں تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمالیں، اس لئے اس ماہ میں ہمیں پوری طرح خیرات وصدقات کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔

بہرحال اس کی عظمتوں، برکتوں اور خصوصیتوں کا تقاضا یہ ہے کہ اس کی حرمت کا پورا لحاظ رکھے کہ رمضان اللہ تعالیٰ کا شاہی مہمان ہے، جو ہمارے پاس بوجھ بن کر نہیں، رحمت کی موج بن کر آتا ہے، اس لئے اس کے منافی کوئی کام نہ کریں۔

علماء نے لکھا ہے کہ ایک یہودی نے اپنے بیٹے کو رمضان کے دن میں کھاتے دیکھا تو اسے مارا کہ تو نے اس کی حرمت کو باقی نہ رکھا، کہتے ہیں کہ پھر اسی ہفتہ اس کا انتقال ہو گیا تو شہر کے کسی عالم نے خواب میں دیکھا کہ وہ جنت میں ہے، تعجب سے پوچھا: ”میاں! تم یہاں کیسے؟“ تو اس نے کہا: ”جب میری موت کا وقت آیا تو حرمت رمضان کی وجہ سے مجھے کلمہ پڑھا کر مشرف باسلام کر دیا گیا، اور الحمدللہ! میرا خاتمہ ایمان پر ہوا۔“ (نزہۃ المجالس مترجم:۳۲۵۱)

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں رمضان المبارک کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے، ہماری تمام عبادات کو قبول فرمائے اور آخرت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے طفیل جنت الفردوس نصیب فرمائے۔ آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین

احکامِ رمضان المبارک

مولانا محمد عاشق الٰہی بلندشہریؒ

گزشتہ سے پیوستہ

شب قدر کی دعا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! اگر مجھے معلوم ہوجائے کہ شب قدر کون سی ہے تو (اس رات) میں کیا دعا کروں؟ آپؐ نے فرمایا کہ یوں کہنا:

"اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّی." (ترمذی)

ترجمہ: "اے اللہ! تو معاف کرنے والا ہے، معافی کو پسند فرماتا ہے، لہٰذا مجھے معاف فرمادے۔"

ماہ مبارک کو مکدر نہ کیجئے:

رمضان المبارک بڑا مبارک مہینہ ہے، اس میں نیکیوں کی طرف بہت زیادہ توجہ کرنی چاہئے، اورالحمدللہ! تقریباً ہر مسلمان کچھ نہ کچھ خیر کی طرف اس ماہ میں ضرور بڑھتا ہے۔ اس ماہ میں نیکیوں کے کیا فضائل ہیں؟ اور خصوصیت سے کن نیکیوں کی طرف زیادہ توجہ کی ضرورت ہے؟ ان کو گزشتہ اوراق میں بیان کردیا گیا ہے، جی چاہتا ہے کہ "حسنات رمضان" کے ساتھ ساتھ مروجہ منکرات کی بھی نشاندہی کردی جائے، یعنی ان برائیوں کو بھی بتلادیا جائے جو اس مہینے میں عموماً لوگوں سے سرزد ہوتی ہیں کیونکہ شیطان ہرممکن طریق سے نیک بندوں کی راہ میں رکاوٹ بننے کے ڈھنگ نکالتا ہے، اور منکرات کو رواج دینے میں اس طرح کامیاب ہوجاتا ہے کہ اکثر عوام ہی نہیں بلکہ بعض خواص بھی برائی کو نیکی سمجھنے لگتے ہیں اور گناہ کو ثواب سمجھ کر کرتے رہتے ہیں۔ سالہا سال کے مشاہدات اور تجربات کے بعد مروجہ منکرات حیطہ تحریر میں لارہا ہوں، امید ہے کہ قارئین کرام اپنے اعمال کا بھی جائزہ لیں گے اور دیگر حضرات کو بھی ان منکرات سے بچانے کی سعی کریں گے۔

ایک بہت برا رواج یہ ہوگیا ہے کہ کمسن بچوں کو روزہ رکھا کر بچے کا فوٹو اخبارات میں شائع کراتے ہیں، اس میں دو باتیں قابل ذکر ہیں:

اول:...... یہ کہ کم سنی ہی میں بچے کے ذہن میں ریاکاری کا بیج بودیا جاتا ہے، اور بچہ کے دل میں یہ بات جم جاتی ہے کہ روزہ رکھنا ایسا کام ہے جس کا اخبار میں اشتہار دینا چاہئے اور نیکی کو اچھالنا بھی ایک ضروری کام ہے۔ العیاذ باللہ! روزہ رکھنا مقصود نہیں بلکہ شہرت مقصود ہے، سب جانتے ہیں کہ ریاکاری نیکیوں کی آری ہے، اس کے ہوتے ہوئے کوئی نیکی نیکی نہیں رہتی۔

دوم:...... تصویر کھنچوانا اور اخبارات میں شائع کرانا یہ مستقل گناہ ہے، ریاکاری کے ساتھ تصویر کشی کے گناہ میں ملوث ہوتے ہیں۔ بچے سے ایک نیکی کرائی اور خود گناہ کبیرہ میں مبتلا ہوئے، یہ کیسی نادانی ہے؟ مسلمانوں کو اپنے ہر عمل کے بارے میں سوچنا چاہئے کہ اللہ کی رضا مطلوب ہے یا کچھ اور؟

☆...... ایک رواج یہ ہے کہ افطار کی دعوتیں دی جاتی ہیں، اور جب سے کم سن بچوں سے روزہ رکھوا کر ریاکاری کا سلسلہ چلا ہے، اس وقت سے ان دعوتوں کا رواج اور زیادہ زور پکڑ گیا ہے، دعوت وضیافت تو اچھا کام ہے مگر اس کے ساتھ یہ مصیبت کھڑی ہوگئی ہے کہ افطار کرتے کرتے نماز مغرب بالکل چھوڑ دیتے ہیں یا جماعت ترک کردیتے ہیں، یہ ایک عظیم خسارہ ہے، اگر دعوت نہ ہوتی تو جماعت کی نماز مسجد میں پڑھتے اور ستائیس نمازوں کا ثواب پاتے، مگر دعوت نے یہ سب ثواب ضائع کردیا۔ کیا مزا رہا؟ جب دعوت انسانی کی وجہ سے دعوت رحمانی کی برکت سے محرومی ہوگئی جس کی طرف "حی علی الفلاح" کے ذریعہ منادی ربانی نے بلایا تھا، بعض حضرات بالکل تو جماعت ترک نہیں کرتے بلکہ افطاری کے بعد بے نمازی بلکہ بے روزہ دار مہمانوں کو چھوڑ کر مسجد میں پہنچ کر ایک دو رکعت پالیتے ہیں، ان میں وہ حضرات بھی ہوتے ہیں جو دوسرے مہینوں میں صف اول اور تکبیر اولیٰ کا ناغہ نہیں ہونے دیتے، مگر رمضان جیسے مبارک ماہ میں جو ازدیاد حسنات کا مہینہ ہے صف اول اور تکبیر اولیٰ کے عظیم ثواب کو افطاری کی نذر کردیتے ہیں، اللہ تعالیٰ سمجھ دے۔ اور ہاں بعض ضیافتوں میں مولوی، حافظ، قاری

حضرات موجود ہوتے ہیں' یہ صاحب دعوت ہی کے گھر میں جماعت کی نماز پڑھا دیتے ہیں۔ جماعت کا ثواب تو مل جاتا ہے مگر دو باتیں اس میں بھی قابل توجہ ضرور ہیں: ایک تو وہی بات جو ابھی عرض کی گئی کہ جس ماہ میں زیادہ نیکیوں کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت ہے' اس میں بڑی جماعت کی شرکت چھوڑ دی اور مسجد جانے پر جو ہر قدم پر نیکی لکھی جاتی ہے' اس سے محروم ہوئے۔ دوسرے یہ کہ مسجد کی جماعت چھوڑ کر گھروں میں چھوٹی چھوٹی جماعتیں کرنا شریعت کے مزاج کے خلاف ہے اور سنت نبویہ (علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ) کے ساتھ بالکل اس کا جوڑ نہیں بیٹھتا' ہر نیک کام کی رفعت و بلندی کا معیار سنت کے مطابق ہوتا ہے۔ تھوڑا تھوڑا ہٹنے سے آگے چل کر بہت زیادہ ہٹ جاتے ہیں' بہت سی بدعتوں نے اسی طرح رواج پایا ہے۔

شاید کوئی صاحب یہ خیال فرمائیں کہ دعوت جیسی نیکی سے روکا جارہا ہے حالانکہ یہ سنت کا کام ہے' سنت ہونے میں کیا شک ہے' مگر نماز باجماعت مسجد میں ادا کرنا کیا سنت نہیں؟ ضرور سنت ہے اور بہت بڑی سنت ہے' اس کو ترک نہ کرو اور دعوت بھی خوب کھاؤ جس کا طریقہ یہ ہے کہ صاحب دعوت سے کھجوریں لے کر افطار کرلیں اور نماز باجماعت مسجد میں ادا کریں اور نماز سے فارغ ہو کر اچھی طرح ماحضر نوش جان فرمالیں۔

بات یہ ہے کہ شریعت کی پاسداری ملحوظ خاطر ہو تو ہر بات کا دھیان رہے' چونکہ دنیاداری کے اصول اور ادلے بدلے کے عنوان سے دعوتیں ہوتی ہیں' بلکہ الیکشن جیتنے تک کے مضمرات اس میں پوشیدہ ہوتے ہیں اور ووٹروں اور سپورٹروں کو دعوت کے ذریعہ مانوس کیا جاتا ہے اور یہ دعوتیں چیئرمینوں اور ممبروں بلکہ وزیروں اور ان کے مشیروں اور عزیزوں کو بطور رشوت کھلائی جاتی ہیں' اس لئے شریعت کے اصول کا خیال نہیں رہتا۔ خدارا ذرا غور کریں! کیا ایسی دعوتیں سنت ہیں جن پر نماز باجماعت کو قربان کیا جائے' پھر یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ نام تو ہے افطار پارٹی کا مگر اس میں چونکہ مندرجہ بالا اصول کے مطابق دعوت دی جاتی ہے' اس لئے اکثر بے روزہ دار بھی تشریف لاکر روزہ کھول لیتے ہیں۔ کلا بل لایخافون الآخرۃ۔

☆...... بعض مساجد میں تراویح کا ''بوجھ'' اتارنے کے لئے عشاء کی اذان وقت سے پہلے دے دیتے ہیں' حالانکہ اذان وقت ہونے کے بعد ہونی چاہئے اور مسجد سے جلد نکل کر ہوٹل میں بیٹھنے کے لئے تیز رفتار حافظ ریل کو ترجیح دیتے ہیں' خواہ حروف کٹنے کی وجہ سے ایک آیت بھی صحیح نہ ہو۔

☆...... بہت سی عورتیں تراویح نہیں پڑھتی ہیں اور اس کو صرف مردوں کے کرنے کا کام سمجھا جاتا ہے' حالانکہ نماز تراویح بالغ مرد و عورت سب کے لئے سنت مؤکدہ ہے۔

☆...... بعض لوگ پورے ماہ تراویح پڑھنا ضروری خیال نہیں کرتے بلکہ صرف ایک بار قرآن مجید سن لینا کافی سمجھتے ہیں' خواہ جتنے دن میں بھی ختم ہوجائے' حالانکہ تراویح رمضان کی آخری رات تک پڑھنا سنت مؤکدہ ہے اور ختم قرآن مستقل سنت ہے۔

☆...... بعض مساجد میں نابالغ کے پیچھے نماز تراویح پڑھ لیتے ہیں' اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک پر ہونے کے بھی مدعی ہیں حالانکہ حنفی مذہب میں نابالغ کی اقتداء میں فرض' سنت' نفل کچھ جائز نہیں۔

☆...... ختم کے دن برقی قمقموں اور رنگ برنگ کی لمبی لمبی لائٹوں سے مساجد کی سجاوٹ کی جاتی ہے اور انوار قرآنی سے منور ہونے کی فکر سے برقی روشنی کی چمک دمک میں آنکھیں خیرہ کردی جاتی ہیں اور بجلی کی دیکھ بھال کے باعث منتظمین مسجد اس رات کو نماز باجماعت بلکہ پوری یا آدھی تراویح کی شرکت سے بھی محروم ہوجاتے ہیں۔ بھلا قلوب کو منور کرنے والے انوار قرآنیہ کے سامنے اس ظاہری آرائش کی کیا ضرورت ہے؟ محققین کے نزدیک یہ سب اسراف اور فضول خرچی ہے' جس کے لئے شریعت میں وعیدیں آئی ہیں۔

☆...... مشروط یا معروف طریقہ پر تراویح میں قرآن سنانے والے حفاظ کو خدمت کے نام سے رقم دی جاتی ہے' جس کا لینا دینا ناجائز ہے۔

☆...... مسجد کی سجاوٹ اور مٹھائی نیز حافظ صاحب کو دینے کے لئے چندہ کیا جاتا ہے' جو بہت سے حضرات خوش دلی سے نہیں بلکہ محلّہ کے بڑے لوگوں کا منہ دیکھ کر دیتے ہیں اور وفد جانے کے دباؤ سے جیب میں ہاتھ ڈالتے ہیں' حالانکہ جب تک طیب نفس سے نہ دیا جائے اس وقت تک کسی کا ایک پیسہ لینا بھی حلال نہیں ہوتا' اگر کسی دینی ضرورت سے چندہ کرنا ہو تو صرف ضرورت سامنے رکھ دیں' پھر جس کا جی چاہے خود دے یا نہ دے۔ وفد بنا کر جانا زور ڈالنے کے لئے ہوتا ہے۔ (باقی صفحہ ۲۲ پر)

غزوۂ بدر.....اسباب ونتائج

مفتی حبیب الرحمٰن لدھیانوی

حق و باطل کی جنگ ازل ہی سے تاریخ کے صفحات میں محفوظ چلی آئی ہے۔ اہلِ حق نے ایمان کی طاقت وقوت کا سہارا لیا جبکہ اہلِ باطل نے ساز وسامان کی بہتات اور تعداد کا۔ حق والے ہمیشہ توکل اور تقویٰ کا لباس پہن کر میدان کارزار میں اترتے ہیں جبکہ اہلِ باطل ہمیشہ دنیاوی مال و متاع، لاؤ لشکر کا طوفان بن کر نازل ہوتے ہیں۔ غزوۂ بدر کے حالات وواقعات اگر دیکھتے ہیں تو حق و باطل کے اس عظیم معرکہ نے ایک انوکھی تاریخ رقم کی ہے:

فضائے بدر کو اِک آپ بیتی یاد ہے اب تک
یہ وادی نعرۂ توحید سے آباد ہے اب تک
مہ وانجم پہ اس مٹی کے ذرے مسکراتے ہیں
زبان حال سے ماضی کے افسانے سناتے ہیں

حق تعالیٰ شانہ نے بھی اس پس منظر کا ایک نقشہ کھینچا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ o لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ o۔“ (الانفال:۸،۷)

ترجمہ: ”اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ثابت کردے حق کو اپنے کلمات کے ساتھ اور کاٹ دے جڑ کافروں کی، تاکہ ثابت کردے حق کو اور باطل کردے باطل کو اگرچہ مجرم لوگ ناپسند کرتے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ کا اہل ایمان کو گھروں سے نکالنا، دشمنوں سے ٹکرانا اور پھر فتح دلانا اس کی تدبیر اور مصلحت کے مطابق تھا۔ اس واقعہ کا پس منظر یہ ہے کہ مکی زندگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کفار کے ہاتھوں بڑی تکالیف اٹھاتے تھے۔ حتیٰ کہ اہلِ ایمان کو ہجرت کرنے پر مجبور کردیا گیا۔ ہجرت کے بعد جب مسلمانوں نے مدنی زندگی میں قوت جمع کرلی تو اللہ نے جہاد کی بھی اجازت دی، جبکہ اس سے قبل جہاد کی اجازت نہ تھی۔ غزوۂ بدر کا واقعہ ۱۷؍رمضان المبارک بمطابق مارچ ۶۲۴ء میں پیش آیا۔

اہلِ اسلام کی مدینہ میں ہجرت کے بعد بھی مشرکین مکہ کی اسلام دشمنی میں کمی نہ آئی تھی بلکہ وہ مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لئے ہمیشہ موقع کی تلاش میں رہتے تھے۔ حتیٰ کہ مسلمانوں نے جب حبشہ کی طرف ہجرت کی تو کفار نے شاہ حبشہ کو بھی مسلمان مہاجرین سے بدظن کرنے کی کوشش کی۔

مشرکین مکہ کا تجارتی قافلہ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تیرہ برس کی مکی زندگی صبر واستقامت کا نمونہ تھی۔ مدینہ منورہ میں اللہ رب العزت نے صرف ڈیڑھ برس کی مدت میں اسلام کو ترقی عطا فرمائی اور دین اسلام تیزی سے پھیلنے لگا۔ قریش مکہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی ترقی کب گوارا تھی؟ وہ اب بھی مسلمانوں کو چین نہ دینا چاہتے تھے۔ چنانچہ کفار نے طرح طرح کی سازشوں کے جال بچھانے شروع کردیے۔ مشرکین مکہ نے سازش تیار کی کہ سب مل کر ایک تجارتی قافلہ بھیجتے ہیں اور اس تجارت سے جتنا بھی نفع حاصل ہوگا مسلمانوں کے خلاف لڑنے کے لئے استعمال کریں گے اور مسلمانوں کو جڑ سے ختم کردیں گے۔ چنانچہ کفار مکہ نے ابوسفیان کی قیادت میں ایک عظیم الشان تجارتی قافلہ شام کی طرف روانہ کیا۔ یہ قافلہ تجارت کرکے شام سے حجاز کی طرف آرہا تھا کہ اللہ رب العزت نے وحی کے ذریعے اپنے نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دے دی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے مسلمانوں کو جمع کیا اور اس خبر سے باخبر کردیا اور یہ بھی بتایا کہ اس قافلہ کا سارا منافع تمہارے خلاف استعمال ہوگا۔ لہٰذا اسے راستہ ہی میں پکڑ لیا جائے، محل وقوع کے اعتبار سے اس قافلے کو مدینہ کے قریب سے گزرنا تھا۔ چونکہ باقاعدہ جنگ لڑنے کا کوئی ارادہ نہ تھا، اس لئے صحابہ کرامؓ بغیر جنگی سامان لئے قافلے کے تعاقب میں نکل کھڑے ہوئے۔

صحابہ کرامؓ کی تعداد صرف ۳۱۳ تھی اور

اس مختصری جماعت کے ساتھ صرف دو گھوڑے اور ستر اونٹ تھے، چند زرہیں، ٹوٹی پھوٹی تلواریں تھیں۔ ادھر قافلے والے بھی چوکنا تھے۔سالار قافلہ ابوسفیان کو اس کی خبر ہو چکی تھی۔ اس نے اپنے ایک قاصد ”ضمضم غفاری“ کو مکہ والوں کو مطلع کرنے کے لئے روانہ کیا۔ غفاری نے اونٹ کے کان کاٹ دیئے، ناک چیر دی، اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور اس کیفیت کے ساتھ مکہ میں داخل ہوا، عرب لوگ سخت خطرے کے وقت ایسا کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ابوسفیان کا قاصد جب اس حال میں مکہ پہنچا تو وہاں ہل چل مچ گئی۔ ابوجہل نے خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اعلان کیا کہ مسلمان تمہارے تجارتی قافلے کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔لہٰذا مدد کے لئے تیار ہو جاؤ، جس قدر ممکن ہو اپنے سرمائے اور قافلے کو بچانے کی فکر کریں۔ اس طرح مسلمانوں سے مقابلے اور قافلے کی مدد کے لئے مکے میں زور و شور سے تیاری شروع ہوگئی۔ سارا مکہ آتش انتقام میں بھڑک اٹھا۔ مرد، عورت، بچے، بوڑھے سب ہی قریشی قافلے کو بچانے کے لئے بھرپور تیاری میں لگ گئے۔

اسلامی لشکر کی روانگی:

ادھر اللہ تعالیٰ کے نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تین سو تیرہ جانبازوں کا قافلہ لے کر مدینہ سے روانہ ہوئے۔ جب آپ مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ وادی ذفران میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ ابوسفیان ساحلی راستے کی طرف سے (دوسرا راستہ لے کر) مکہ مکرمہ پہنچ چکا ہے۔ قافلہ تو بغیر کسی نقصان کے بحفاظت پہنچ گیا، مگر اہل مکہ کے جوش وخروش میں فرق نہ آیا وہ مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کا عزم لے کر نکل کھڑے ہوئے۔ ابوجہل اپنا لشکر لے کر مقام بدر پہنچ چکا ہے۔ اس مقام پر اللہ کے نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرامؓ سے آئندہ کا لائحہ عمل کے بارے میں مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہئے؟ مقامِ بدر پر دشمن ہر صورت مسلمانوں سے لڑنے کے لئے بے تاب تھا جبکہ اہلِ ایمان باقاعدہ جنگ کا ارادہ کرکے گھر سے نہ چلے تھے۔ اس کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر حکم پر لبیک کہنے اور تیار رہنے کی حامی بھری۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے صحابہ کرامؓ سے رائے لی۔ حضرت مقداد بن اسودؓ نے کھڑے ہوکر تقریر کی ایمان افروز اور تاریخی جملے کہے جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت خوشی کا اظہار کیا۔ حضرت مقدادؓ نے عرض کیا: ”حضور! آپ جس طرح حکم دیں گے، ہم کرگزریں گے۔ آپ کے ارشاد پر ہم ہر خشکی اور سمندر میں، ہر جگہ جانے کو تیار ہیں، ہر مشکل سے مشکل مقام میں گھس جائیں گے۔ ہم موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں کی طرح آپ سے یہ نہیں کہیں گے کہ:

”فَاذْهَبْ أَنتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ۔“ (المائدہ:۲۴)

ترجمہ: ”تم اور تمہارا رب جاکر لڑو ہم تو یہیں بیٹھیں گے۔“

یعنی ہم ہر حال میں آپ کا ساتھ دیں گے۔“ اس کے بعد آپ نے پھر فرمایا لوگو! مشورہ دو، اس پر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جو انصاری صحابی تھے نے تقریر کی اور دیگر صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: ”حضور! ہم آپ کے ہر حکم پر سر تسلیم خم کریں گے۔“ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انصار مدینہ کی طرف سے بھی مطمئن ہوگئے اور اس پر خوشی کا اظہار کیا اور فرمایا: ”سیروا علی برکة اللّٰہ“ چلو! اللہ کی برکت سے اس کیفیت کا پس منظر اللہ نے یوں ذکر فرمایا:

”وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ لَكَارِهُونَ۔“ (الانفال:۵)

ترجمہ: ”اہلِ ایمان میں سے ایک گروہ اس کو ناپسند کررہا تھا کہ جنگ کیسے کرسکیں گے۔“

دو بچوں معاذ اور معوذ کا جذبۂ جہاد:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ میں لشکر کی ترتیب کررہے تھے دو بچے معاذ اور معوذ بھی آئے اور انہوں نے جاں نثاروں کے لشکر میں شمولیت کی درخواست کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمادیا تھا لیکن ایک بچہ معاذ جو بڑا تھا، اس کے اصرار کے بعد اجازت دے دی، جب بڑے بھائی کو اجازت مل گئی تو چھوٹا (معوذ) بھی رونے لگا اور اصرار کرنے لگا، اس نے آپ سے عرض کیا کہ میں اپنے بھائی سے مضبوط ہوں چاہے کشتی کرواکر دیکھ لیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کی کشتی کروائی۔ چھوٹے بھائی نے بڑے بھائی کے کان میں درخواست کی کہ مجھے جیتنے دو تاکہ میری بھی اجازت ہوجائے۔ آپ کو جب اللہ کے نبی نے اجازت دے دی ہے، اس کو تو کوئی بھی رد نہیں کرسکتا۔ چنانچہ معوذ نے بڑے بھائی معاذ کو گرادیا اور دونوں کو بدر جانے کی اجازت مل گئی، ان دونوں ننھے مجاہدین نے ابوجہل کو جہنم واصل کیا تھا۔

بدر میں دشمن سے مقابلہ:

بدر کے مقام پر پہنچ کر آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم نے جنگی لائحہ عمل تیار کیا۔ میدان جنگ کی صورت حال معلوم کی۔ دشمن کی تعداد معلوم کی تو کسی نے بتلایا کہ ایک ہزار کا لشکر ہے جس میں ابوجہل، عتبہ، شیبہ، ولید اور ربیعہ جیسے بڑے بڑے سردار موجود تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جاں نثاروں سے فرمایا کہ مکہ نے آج اپنے جگر گوشے اپنی طرف سے پھینک دیئے ہیں۔

اللہ کے نبی کی دعا اور خدائی مدد:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ جنگ والی رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سارے لشکر صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ سو جائیں، آج کی رات اسلامی لشکر کا محافظ اللہ یا اس کا رسول ہے۔ اس کے بعد آپ نے ساری رات دعا کی۔ مسلمانوں کی فتح و نصرت کے لئے دعائیں کیں۔ اللہ تعالیٰ نے رات کو خوب بارش برسائی، چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ" (الانفال:۱۱)

ترجمہ: "اور وہ نازل کرتا ہے تم پر آسمان سے بارش کو تاکہ تمہیں وہ پاکیزہ کرے۔"

اسی طرح اللہ تعالیٰ شانہ نے اس پس منظر کو اس طرح بھی ذکر فرمایا ہے کہ:

"إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ" (الانفال:۹)

ترجمہ: "وہ منظر بھی یاد کرو جب تم اپنے پروردگار سے فریاد کر رہے تھے اور اللہ رب العزت نے تمہاری فریاد کو شرف قبولیت بخشا۔"

میدان بدر میں مسلمان بے سروسامانی کی حالت میں تھے۔ نہ کوئی اسلحہ، نہ ساز وسامان اور نہ ہی انفرادی قوت۔

سورۂ آل عمران میں اس کیفیت کو اللہ تعالیٰ نے ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنتُمْ أَذِلَّةٌ" (آل عمران:۱۲۳)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے بدر کے مقام پر تمہاری مدد فرمائی حالانکہ تم بہت کمزور تھے۔"

اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق فرشتوں کا لشکر مدد اور نصرت کے لئے نازل فرمایا۔ ایک روایت کے مطابق ۳ ہزار فرشتے اور ایک روایت کے مطابق ۵ ہزار فرشتے نازل فرمائے۔ صحابہ کرامؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک چھپر اور خیمہ بنا دیا تھا، جس میں آپ ساری رات دعائیں مانگتے رہے۔ اللہ رب العزت کے حضور فریاد کرتے رہے کہ: اے پروردگار! تو نے جو مدد کا وعدہ فرمایا اسے پورا فرما۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے حضور التجا کرتے ہوئے فرمایا:

"اللّٰھم ان تھلک ھذہ العصابة لن تعبد فی الارض۔"

ترجمہ: "اے مولا! اگر تو نے اس مٹھی بھر جماعت کو ہلاک کر دیا، تو روئے زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی باقی نہیں رہے گا۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو فتح کی خوشخبری سنادی تھی اور میدان جنگ میں مقتولین کے مقامات قتل کی بھی نشاندہی کر دی تھی کہ فلاں جگہ فلاں سردار قتل ہوگا اور فلاں جگہ فلاں جہنم رسید ہوگا۔ چنانچہ اللہ کے نبی سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم ساری رات دعا مانگتے رہے۔ صبح ہوئی تو حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے وحی آئی کہ:

"اے میرے نبی! اپنے ہاتھ میں چند کنکریاں لے کر دشمن پر ماریں۔"

چنانچہ اللہ کے نبی نے صحابہ کرامؓ سے چند کنکریاں منگوا کر دشمن پر پھینکیں، وہ کنکریاں ان کی آنکھوں اور پیشانی پر لگ کر دوسری طرف نکل گئیں۔ دشمن کا لشکر ہوش وحواس کھو بیٹھا۔ اسلامی لشکر کے جاں نثاروں نے موقع ملتے ہی بھرپور حملہ کیا اور تھوڑی ہی دیر میں کفار کی کثیر تعداد کو جہنم واصل کر دیا تھا۔ اسی پس منظر کو اللہ رب العزت نے ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ" (الانفال:۱۷)

ترجمہ: "اے میرے نبی جب آپ کنکریاں پھینک رہے تھے وہ آپ نہیں پھینک رہے تھے، لیکن اللہ تعالیٰ پھینک رہے تھے۔"

"ذالک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء۔"

ترجمہ: "یہ اللہ تعالیٰ شانہ کا فضل ہے جسے چاہیں دے دیں۔"

اگر آج بھی مسلمان بدری صحابہ کرامؓ کا سا جذبۂ جہاد اپنے اندر پیدا کر لیں تو فتح و نصرت مسلمانوں کے قدم چومے گی۔ کامیابی اور کامرانی یقیناً اہل حق کا ہی مقدر بنے گی۔

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

علامہ اقبال

☆☆......☆☆

مسائل اعتکاف

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی

مسائل اعتکاف

اعتکاف کی تین قسمیں ہیں:

۱:...... اعتکاف مسنون: یہ وہ اعتکاف ہے، جو صرف رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اکیسویں شب سے عید کا چاند دیکھنے تک کیا جاتا ہے، چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال ان دنوں میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے، اس لئے اس کو اعتکاف مسنون کہتے ہیں۔

۲:...... اعتکاف نفل: وہ اعتکاف ہے جو کسی بھی وقت کیا جاسکتا ہے۔

۳:...... اعتکاف واجب: وہ اعتکاف ہے جو نذر کرنے، یعنی منت ماننے سے واجب ہوگیا ہو، یا کسی مسنون اعتکاف کو فاسد کرنے سے اس کی قضا واجب ہوگئی ہو۔ چونکہ ان تینوں قسموں کے احکام علیحدہ ہیں، اس لئے ہر ایک کے مسائل ذیل میں جداگانہ تحریر کئے جاتے ہیں۔

اعتکاف مسنون

رمضان المبارک کے آخری عشرے میں جو اعتکاف کیا جاتا ہے، وہ اعتکاف مسنون ہے۔ اس اعتکاف کا وقت بیسواں روزہ پورا ہونے کے دن غروب آفتاب سے شروع ہوتا ہے اور عید کا چاند ہونے تک باقی رہتا ہے، چونکہ اس اعتکاف کا آغاز اکیسویں شب سے ہوتا ہے اور رات غروب آفتاب سے شروع ہوجاتی ہے، اس لئے اعتکاف کرنے والے کو چاہئے کہ بیسویں روزے کو مغرب سے اتنے پہلے مسجد کی حدود میں پہنچ جائے کہ غروب آفتاب مسجد میں ہو۔

رمضان المبارک کے عشرۂ اخیرہ کا یہ اعتکاف سنت موکدہ علی الکفایہ ہے، یعنی ایک بستی یا محلے میں کوئی ایک شخص بھی اعتکاف کرلے تو تمام اہل محلہ کی طرف سے سنت ادا ہوجائے گی، لیکن اگر سارے محلے میں سے کسی ایک نے بھی اعتکاف نہ کیا تو سارے محلے والوں پر ترک سنت کا گناہ ہوگا۔ (شامی)

محلے والوں کی ذمہ داری

۱:...... اس سے واضح ہوگیا کہ یہ ہر محلے والوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ پہلے سے یہ تحقیق کریں کہ ہماری مسجد میں کوئی شخص اعتکاف میں بیٹھ رہا ہے یا نہیں؟ اگر کوئی آدمی نہ بیٹھ رہا ہو تو فکر کرکے کسی کو بٹھائیں۔

۲:...... لیکن کسی شخص کو اجرت دے کر اعتکاف میں بٹھانا جائز نہیں، کیونکہ عبادت کے لئے اجرت دینا اور لینا دونوں ناجائز ہیں۔ (شامی)

اگر محلے والوں میں سے کوئی شخص بھی کسی مجبوری کی وجہ سے اعتکاف کرنے کے لئے تیار نہ ہو تو کسی دوسرے محلے کے آدمی کو اپنی مسجد میں اعتکاف کرنے کے لئے تیار کرلیں، دوسرے محلے کے آدمی کے بیٹھنے سے بھی اس محلے والوں کی سنت انشاء اللہ ادا ہوجائے گی۔

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مکمل، ج:۶، ص:۵۱۲)

اعتکاف کا رکن اعظم یہ ہے کہ انسان اعتکاف کے دوران مسجد کی حدود میں رہے، اور حوائج ضروریہ کے سوا (جن کی تفصیل آگے آرہی ہے) ایک لمحے کے لئے بھی مسجد کی حدود سے باہر نہ نکلے، کیونکہ اگر معتکف ایک لمحے کے لئے بھی شرعی ضرورت کے بغیر حدود مسجد سے باہر چلا جائے تو اس سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

حدودِ مسجد کا مطلب

بہت سے لوگ حدودِ مسجد کا مطلب نہیں سمجھتے اور اس بنا پر ان کا اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے، اس لئے خوب اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ حدودِ مسجد کا کیا مطلب ہے؟

عام بول چال میں تو مسجد کے پورے احاطے کو مسجد ہی کہتے ہیں، لیکن شرعی اعتبار سے یہ پورا احاطہ مسجد ہونا ضروری نہیں، بلکہ شرعاً صرف وہ حصہ مسجد ہوتا ہے جسے بانی مسجد نے مسجد قرار دے کر وقف کیا ہو۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ زمین کے کسی حصے کا مسجد ہونا اور چیز ہے اور مسجد کی ضروریات کے لئے وقف ہونا اور چیز، شرعاً مسجد صرف اتنے حصے کو کہا جائے گا، جسے بنانے والے نے مسجد قرار دیا ہو، یعنی نماز پڑھنے کے سوا اس سے کچھ اور مقصود نہ ہو، لیکن تقریباً ہر مسجد میں کچھ حصہ ایسا ہوتا ہے جو شرعاً مسجد نہیں ہوتا، لیکن مسجد کی ضروریات کے لئے وقف ہوتا ہے، مثلاً وضو خانہ، غسل خانہ، استنجا

خانہ، نماز جنازہ پڑھنے کی جگہ "امام کا حجرہ" گودام وغیرہ، اس حصے پر شرعاً مسجد کے احکام جاری نہیں ہوتے، چنانچہ ان حصوں میں جنابت کی حالت میں جانا بھی جائز ہے، جبکہ اصل مسجد میں جنبی کا داخل ہونا جائز نہیں، اس ضروریات مسجد والے حصے میں معتکف کا جانا بالکل جائز نہیں ہے، بلکہ اگر معتکف اس حصے میں شرعی عذر کے بغیر ایک لمحے کے لئے بھی چلا جائے تو اس سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

پھر بعض مساجد میں تو ضروریات مسجد والا حصہ اصل مسجد سے بالکل الگ اور ممتاز ہوتا ہے جس کی پہچان مشکل نہیں ہوتی، لیکن بعض مساجد میں یہ حصہ اصل مسجد سے اس طرح متصل ہوتا ہے کہ ہر شخص اسے نہیں پہچان سکتا، اور جب تک بانی مسجد صراحتاً بتائے کہ یہ حصہ مسجد نہیں ہے، اس وقت تک اس کا پتا نہیں چلتا۔

لہٰذا جب کسی شخص کا کسی مسجد میں اعتکاف کرنے کا ارادہ ہو تو اسے سب سے پہلا کام یہ کرنا چاہئے کہ مسجد کے بانی یا اس کے متولی سے مسجد کی ٹھیک ٹھیک حدود معلوم کرے، مسجد والوں کو بھی چاہئے کہ وہ مسجد کی حدود کو حتی الامکان واضح اور ممتاز رکھیں اور بہتر یہ ہے کہ ہر مسجد میں ایک نقشہ مرتب کر کے لٹکا دیا جائے، جس میں مسجد کی حدود واضح کر دی گئی ہوں، ورنہ کم از کم بیسویں روزے کو جب معتکفین مسجد میں جمع ہو جائیں تو انہیں زبانی طور پر سمجھا دیا جائے کہ مسجد کی حدود کہاں سے کہاں تک ہیں؟

جن مساجد میں وضو خانے اصل مسجد سے بالکل متصل ہوتے ہیں، وہاں عام طور سے لوگ وضو خانوں کو بھی مسجد کا حصہ سمجھتے ہیں، اور اعتکاف کی حالت میں بے کھٹکے وہاں آتے جاتے رہتے ہیں، خوب سمجھ لینا چاہئے کہ اس طرح اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے، وضو خانے مسجد کا حصہ نہیں ہوتے، اور معتکف کے لئے وہاں شرعی ضرورت کے بغیر جانا جائز نہیں ہے، لہٰذا اعتکاف میں بیٹھنے سے پہلے منتظمین مسجد کی مدد سے واضح طور پر یہ معلوم کر لینا ضروری ہے کہ مسجد کی حدود کہاں ختم ہو گئی ہیں اور وضو خانے کی حدود کہاں سے شروع ہوئی ہیں۔

اسی طرح مسجد کی سیڑھیاں جن پر چڑھ کر لوگ مسجد میں داخل ہوتے ہیں، وہ بھی عموماً مسجد سے خارج ہوتی ہیں، اس لئے معتکف کو شرعی ضرورت کے بغیر وہاں جانا بھی جائز نہیں ہے۔

بعض مسجدوں کے صحن میں جو حوض بنا ہوتا ہے، وہ بھی مسجد سے خارج ہوتا ہے، لہٰذا اس کے بارے میں بھی یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ حوض کے قریب مسجد کی حدود کہاں تک ہیں؟ اور حوض کی حدود کہاں سے شروع ہوئی ہیں؟

جن مساجد میں نماز جنازہ پڑھنے کی جگہ الگ بنی ہوتی ہے وہ بھی مسجد سے خارج ہوتی ہے، معتکف کو وہاں جانا بھی جائز نہیں ہے۔

بعض مساجد میں امام کی رہائش کے لئے مسجد کے ساتھ ہی کمرہ بنا ہوتا ہے، یہ کمرہ بھی مسجد سے خارج ہوتا ہے اور اس میں معتکف کا جانا جائز نہیں۔

بعض مسجدوں میں ایسا کمرہ امام کی رہائش کے لئے تو نہیں ہوتا، لیکن امام کی تنہائی کی ضروریات کے لئے بنایا جاتا ہے، اس کمرے کو بھی جب تک بانی مسجد نے مسجد قرار نہ دیا ہو، اس وقت تک اسے مسجد نہیں سمجھا جائے گا اور معتکف کو اس میں بھی جانا جائز نہیں، ہاں اگر بانی مسجد نے اس کے مسجد ہونے کی نیت کر لی ہو تو پھر معتکف اس میں جا سکتا ہے۔

بعض مساجد میں اصل مسجد کے بالکل ساتھ بچوں کو پڑھانے کے لئے جگہ بنائی جاتی ہے، اس جگہ کو بھی جب تک بانی مسجد نے مسجد قرار نہ دیا ہو، اس وقت تک معتکف کے لئے اس میں جانا جائز نہیں۔

بعض مساجد میں مسجد کی دریاں، صفیں، چٹائیاں اور دیگر سامان رکھنے کے لئے الگ کمرہ یا کوئی جگہ بنائی جاتی ہے، اس جگہ کا حکم بھی یہی ہے کہ جب تک بنانے والے نے اسے مسجد قرار نہ دیا ہو، یہ جگہ مسجد نہیں ہے، اور معتکف اس میں نہیں جا سکتا۔

اس تفصیل سے واضح ہوا ہوگا کہ اعتکاف کے لئے مسجد کی حدود کو معین کرنا کس قدر ضروری ہے، لہٰذا معتکف کو اعتکاف شروع کرنے سے پہلے منتظمین مسجد سے حدود مسجد کو اچھی طرح معین کر لینا چاہئے۔

پھر جس مسجد کی حدود معلوم ہو جائیں تو اس کے بعد اعتکاف کے دوران شرعی ضرورت کے بغیر ان حدود سے ایک لمحے کے لئے بھی باہر نہ نکلیں، ورنہ اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

شرعی ضرورت کے لئے نکلنا

شرعی ضرورت سے ہماری مراد یہاں وہ ضروریات ہیں، جن کی بنا پر مسجد سے نکلنا شریعت نے معتکف کے لئے جائز قرار دیا ہے اور اس سے اعتکاف نہیں ٹوٹتا، ضروریات مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) پیشاب پاخانے کی ضرورت، (۲) غسل جنابت جبکہ مسجد میں غسل کرنا ممکن نہ ہو، (۳) وضو، جبکہ مسجد میں رہتے ہوئے وضو کرنا ممکن نہ ہو، (۴) کھانے پینے کی اشیاء باہر سے

لانا، جبکہ کوئی اور شخص لانے والا موجود نہ ہو، (۵) موذن کے لئے اذان دینے کے مقصد سے باہر جانا، (۶) جس مسجد میں اعتکاف کیا ہے، اگر اس میں جمعہ کی نماز نہ ہوتی ہو تو جمعہ کی نماز کے لئے دوسری مسجد میں جانا، (۷) مسجد کے گرنے وغیرہ کی صورت میں دوسری مسجد میں منتقل ہونا۔

ان ضروریات کے علاوہ کسی اور مقصد سے باہر جانا معتکف کے لئے جائز نہیں، اب ان تمام ضروریات کی کچھ تفصیل عرض کی جاتی ہے۔

قضائے حاجت

۱:...... معتکف قضائے حاجت یعنی پیشاب پاخانے کی ضرورت سے مسجد سے باہر نکل سکتا ہے، جہاں تک پیشاب کا تعلق ہے، اس کے لئے مسجد کی قریب ترین جس جگہ پیشاب کرنا ممکن ہو، وہاں جانا چاہئے، لیکن پاخانے کے لئے جانے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر مسجد کے ساتھ کوئی بیت الخلاء بنا ہوا ہے، اور وہاں قضائے حاجت کرنا ممکن ہے تو اسی میں قضائے حاجت کرنا چاہئے، کہیں اور جانا درست نہیں، لیکن اگر کسی شخص کے لئے اپنے گھر کے سوا کسی اور جگہ قضائے حاجت طبعاً ممکن نہ ہو یا سخت دشوار ہو تو اس کے لئے جائز ہے کہ اس غرض کے لئے اپنے گھر چلا جائے خواہ مسجد کے قریب بیت الخلا موجود ہو۔ (شامی)

لیکن جس شخص کو یہ مجبوری نہ ہو، اسے مسجد کا بیت الخلاء ہی استعمال کرنا چاہئے، اگر ایسا شخص مسجد کا بیت الخلاء چھوڑ کر گھر چلا جائے تو بعض علماء کے نزدیک اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ (شامی)

۲:...... لیکن اگر مسجد کا کوئی بیت الخلاء نہ ہو یا اس میں قضائے حاجت ممکن نہ ہو یا سخت دشوار ہو تو قضائے حاجت کے لئے اپنے گھر جانا جائز ہے، خواہ وہ گھر کتنی دور ہو۔ (ایضاً)

۳:...... اگر مسجد کے قریب کسی دوست یا عزیز کا گھر موجود ہو تو قضائے حاجت کے لئے اس کے گھر جانا ضروری نہیں، بلکہ اس کے باوجود اپنے گھر میں جانا جائز ہے، خواہ گھر اس دوست یا عزیز کے مکان کے مقابلے میں دور ہو۔ (ایضاً)

۴:...... اگر کسی شخص کے دو گھر ہوں تو اس کو چاہئے کہ قریب والے گھر میں جا کر قضائے حاجت کرے، دور والے گھر میں جانے سے بعض علماء کے نزدیک اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ (شامی و عالمگیری)

۵:...... اگر بیت الخلا مشغول ہو تو خالی ہونے کے انتظار میں ٹھہرنا جائز ہے، لیکن ضرورت سے فارغ ہونے کے بعد ایک لمحے کے لئے بھی ٹھہرنا جائز نہیں، اگر ٹھہر گیا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ (برجندی ص:۲۲۳)

۶:...... بیت الخلاء کو جاتے یا وہاں سے آتے وقت راستے میں یا گھر میں کسی کو سلام کرنا، سلام کا جواب دینا یا مختصر بات چیت کر لینا جائز ہے، بشرطیکہ اس بات چیت کے لئے ٹھہرنا نہ پڑے۔ (مرقاۃ)

۷:...... بیت الخلا کے لئے جاتے یا وہاں سے آتے وقت تیز چلنا ضروری نہیں، آہستہ آہستہ چلنا بھی جائز ہے۔ (عالمگیری)

۸:...... قضائے حاجت کے لئے جاتے وقت کسی شخص کے ٹھہرانے سے ٹھہرنا نہ چاہئے، بلکہ چلتے چلتے اسے بتا دینا چاہئے کہ میں اعتکاف میں ہوں، اس لئے ٹھہر نہیں سکتا، اگر کسی کے ٹھہرانے سے کچھ دیر ٹھہر گیا تو اس سے اعتکاف ٹوٹ جائے گا، یہاں تک کہ اگر راستے میں کسی قرض خواہ نے روک لیا تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس سے بھی اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے، اگرچہ صاحبینؒ کے نزدیک ایسی مجبوری سے اعتکاف نہیں ٹوٹتا اور امام سرخسیؒ نے سہولت کی بنا پر صاحبینؒ ہی کے قول کی طرف رجحان ظاہر کیا ہے۔ (مبسوط سرخسیؒ، ج:۳، ص:۱۲۲) لیکن احتیاط اسی میں ہے کہ کسی بھی صورت میں راستے میں نہ ٹھہرے۔

۹:...... جب بیت الخلاء جانے کے لئے نکلا ہو تو بیڑی سگریٹ پینا جائز ہے، بشرطیکہ اس غرض سے ٹھہرنا نہ پڑے۔

۱۰:...... جب کوئی شخص قضائے حاجت کے لئے اپنے گھر گیا ہو تو قضائے حاجت کے بعد وہاں وضو کرنا بھی جائز ہے۔ (مجمع الانہر، ج:۱، ص:۲۵۶)

۱۱:...... قضائے حاجت میں استنجاء بھی داخل ہے، لہٰذا جن لوگوں کو قطرے کا مرض ہوتا ہے، وہ اگر صرف استنجاء کے لئے باہر جانا چاہیں تو جا سکتے ہیں، اسی لئے فقہاءؒ نے استنجاء کو قضائے حاجت کے علاوہ خروج کا مستقل عذر قرار دیا ہے۔ (دیکھئے شامی، ج:۲، ص:۱۳۲)

معتکف کا غسل

معتکف کو صرف احتلام ہو جانے کی صورت میں غسل جنابت کے لئے مسجد سے باہر جانا جائز ہے، اس میں بھی یہ تفصیل ہے کہ اگر مسجد کے اندر رہتے ہوئے غسل کرنا ممکن ہو، مثلاً کسی بڑے برتن میں بیٹھ کر اس طرح غسل کر سکتا ہو کہ پانی مسجد میں نہ گرے تو باہر جانا جائز نہیں، لیکن اگر یہ صورت ممکن نہ ہو یا سخت دشوار ہو تو غسل جنابت کے لئے باہر جا سکتا ہے (فتح القدیر ج:۳، ص:۱۱۱) اور اس میں بھی یہی تفصیل ہے کہ اگر مسجد کا کوئی غسل خانہ

موجود ہے تو اس میں جا کر غسل کریں، لیکن اگر مسجد کا کوئی غسل خانہ نہیں ہے یا اس میں غسل کرنا کسی وجہ سے ممکن نہیں یا سخت دشوار ہے تو اپنے گھر جا کر بھی غسل کر سکتے ہیں۔

غسل جنابت کے سوا کسی اور غسل کے لئے مسجد سے نکلنا جائز نہیں، جمعہ کے غسل یا ٹھنڈک کی غرض سے غسل کرنے کے لئے مسجد سے باہر جانا جائز نہیں، اس غرض سے مسجد سے باہر نکلے گا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا، البتہ جمعہ کا غسل کرنا ہو یا ٹھنڈک کے لئے نہانا ہو تو اس کی ایسی صورت اختیار کی جا سکتی ہے، جس سے پانی مسجد میں نہ گرے، مثلاً کسی ٹب میں بیٹھ کر نہالیں یا مسجد کے کنارے پر اس طرح غسل کرنا ممکن ہو کہ پانی مسجد سے باہر گرے تو ایسا بھی کر سکتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ مسنون اعتکاف میں جمعہ کے غسل یا ٹھنڈک کی خاطر غسل کے لئے مسجد سے باہر نہیں جانا چاہئے، ہاں نفلی اعتکاف میں ایسا کر سکتے ہیں، اس صورت میں جتنی دیر غسل کے لئے باہر رہیں گے اتنی دیر کا اعتکاف معتبر نہیں ہوگا۔

معتکف کا وضو

ا:...... اگر مسجد میں وضو کرنے کی ایسی جگہ موجود ہے کہ معتکف خود تو مسجد میں رہے لیکن وضو کا پانی مسجد سے باہر گرے تو وضو کے لئے مسجد سے باہر جانا جائز نہیں، چنانچہ ایسی صورت میں معتکف کو وضو خانے تک جانا بھی جائز نہیں ہے۔

بعض مسجدوں میں معتکفین کے لئے الگ پانی کی ٹونٹیاں اس طرح لگائی جاتی ہیں کہ معتکف خود مسجد میں بیٹھتا ہے لیکن ٹونٹی کا پانی مسجد سے باہر گرتا ہے، اگر مسجد میں ایسا انتظام موجود ہے تو اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے اور اگر ایسا انتظام نہیں ہے تو نل سے وضو کرنے کے بجائے کسی غیر معتکف سے لوٹے میں پانی منگوا کر مسجد کے کنارے پر اس طرح وضو کر لیں کہ پانی مسجد سے باہر گرے۔

۲:...... لیکن اگر کسی مسجد میں ایسی کوئی صورت ممکن نہ ہو تو وضو کے لئے مسجد سے باہر وضو خانے یا وضو خانہ موجود نہ ہو تو کسی اور قریبی جگہ جانا جائز ہے (شامی) اور یہ حکم ہر قسم کے وضو کا ہے خواہ وہ فرض نماز کے لئے کیا جا رہا ہو یا نفلی عبادتوں کے لئے۔

۳:...... جن صورتوں میں معتکف کے لئے وضو کی غرض سے باہر نکلنا جائز ہے، ان میں وضو کے ساتھ مسواک، منجن یا ٹوتھ پیسٹ سے دانت مانجھنا، صابن لگانا اور تولیہ سے اعضا خشک کرنا بھی جائز ہے، لیکن وضو کے بعد ایک لمحے کے لئے بھی باہر ٹھہرنا جائز نہیں اور نہ راستے میں رکنا جائز ہے۔

کھانے کی ضرورت

اگر کسی شخص کو کوئی ایسا آدمی میسر ہے، جو اس کے لئے مسجد میں کھانا پانی لا سکے تو اس کے لئے کھانا لانے کی غرض سے مسجد سے باہر جانا جائز نہیں، لیکن اگر کسی شخص کو ایسا کوئی آدمی میسر نہیں ہے تو وہ کھانا لانے کے لئے مسجد سے باہر جا سکتا ہے۔ (البحر الرائق، ج:۲، ص:۳۲۶) لیکن کھانا مسجد میں لا کر ہی کھانا چاہئے (کفایۃ المفتی، ج:۴، ص:۲۳۲) نیز ایسے شخص کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ ایسے وقت مسجد سے نکلے جب اسے کھانا تیار مل جائے تاہم اگر کچھ دیر کھانے کے انتظار میں ٹھہرنا پڑے تو مضائقہ نہیں۔

اذان

ا:...... اگر کوئی موذن اعتکاف میں بیٹھا ہو اور اسے اذان دینے کے لئے مسجد سے باہر جانا پڑے تو اس کے لئے بھی باہر نکلنا جائز ہے، مگر اذان کے بعد نہ ٹھہرے۔

۲:...... اگر کوئی شخص باقاعدہ موذن تو نہیں ہے، لیکن کسی وقت کی اذان دینا چاہتا ہے تو اس کے لئے بھی اذان کی غرض سے باہر نکلنا جائز ہے۔ (مبسوط سرخسی، ج:۳، ص:۱۲۶)

نماز جمعہ

ا:...... بہتر یہ ہے کہ اعتکاف ایسی مسجد میں کیا جائے، جس میں نماز جمعہ ہوتی ہو تا کہ جمعہ کے لئے باہر نہ جانا پڑے، لیکن اگر کسی مسجد میں جمعہ کی نماز نہیں ہوتی، مگر پنج وقتہ نماز ہوتی ہے تو اس میں بھی اعتکاف کرنا جائز ہے۔

(شامی و عالمگیری)

۲:...... ایسی صورت میں نماز جمعہ پڑھنے کے لئے دوسری مسجد میں جانا بھی جائز ہے، لیکن اس غرض کے لئے ایسے وقت اپنی مسجد سے نکلے جب اسے اندازہ ہو کہ جامع مسجد پہنچنے کے بعد وہ چار رکعت سنت ادا کرے گا تو اس کے فوراً بعد خطبہ شروع ہو جائے گا۔ (عالمگیر)

۳:...... جب کسی مسجد میں نماز جمعہ پڑھنے کے لئے گیا ہو تو فرض پڑھنے کے بعد سنتیں بھی وہاں پڑھ سکتا ہے، لیکن اس کے بعد ٹھہرنا جائز نہیں (ایضاً) تاہم اگر ضرورت سے زیادہ ٹھہر گیا تو چونکہ مسجد میں ٹھہرا ہے، اس لئے اعتکاف فاسد نہ ہوگا۔ (بدائع، ج:۲، ص:۱۱۴)

۴:...... اگر کوئی شخص جامع مسجد میں جمعہ پڑھنے کے لئے گیا اور وہاں جا کر باقی ماندہ اعتکاف اسی مسجد میں پورا کرنے کے لئے وہیں ٹھہر گیا تو اس سے اعتکاف تو صحیح ہو جائے گا لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے۔ (عالمگیری) ☆☆☆

عقیدۂ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داری

مولانا عبداللطیف قاسمی

گزشتہ سے پیوستہ

ایک حدیث میں آپ نے فرمایا:

’’انا اخر الانبیاء وانتم اخر الامم۔‘‘

(رواہ ابن ماجہ عن نواس بن سمعان فی حدیث طویل، فتن الدجال: ۴۰۷۷، ص:۲۹۲) میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔

امام فخرالدین رازیؒ مذکورہ آیت تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں:

’’ان الدین ما کان ناقصا البتۃ؛ بل کان ابدا کاملا، یعنی کانت الشرائع النازل من عند اللّٰہ تعالیٰ کافی فی ذلک الوقت الا انہ تعالی کان عالما فی اول وقت المبعث بان ما ھو کامل فی ھذا الیوم لیس بکامل فی الغد، ولاصلاح فیہ، فلا جرم کان ینسخ بعد الثبوت، و کان یزید بعد العدم، و اما فی اخر زمان المبعث، فانزل اللّٰہ تعالی شریع کامل، وحکم ببقائھا الی یوم القیام، فالشرع ابدا، کان کاملا الا ان الاول کمال الی وقت مخصوص، والثانی کمال الی یوم القیام، فلاجل ھذا المعنی قال: ’’اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ۔‘‘

(التفسیر الکبیر، المائدہ:۳،۱، آیت:۱۰۹ ازکریا)

ترجمہ: ’’دین الٰہی کبھی ناقص نہیں تھا؛ بلکہ ہمیشہ سے کامل تھا اور تمام شرائع الٰہیہ اپنے اپنے وقت کے لحاظ سے بالکل مکمل اور کافی تھیں؛ مگر اللہ تعالیٰ پہلے ہی سے جانتا تھا کہ وہ شریعت جو آج کامل ہے، کل کے لئے کافی نہ ہوگی؛ اس لئے اس کو وقت مقررہ پر پہنچ کر منسوخ کردیا جاتا تھا؛ لیکن آخر زمانِ بعثت میں اللہ تعالیٰ نے ایسی شریعت کاملہ بھیجی جو ہر زمانہ کے اعتبار سے کامل ہے اور اس شریعت کے تا قیامِ قیامت باقی رہنے کا فیصلہ فرمایا، خلاصہ یہ کہ پہلی شریعتیں بھی کامل تھیں؛ مگر ایک مخصوص وقت تک کے لئے اور یہ شریعت قیامت تک کے لئے کافی اور کامل اور اسی معنی کے بنا پر الیوم اکملت لکم دینکم فرمایا ہے۔‘‘

غرض یہ کہ سابقہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام مخصوص قوم کے لئے مبعوث ہوتے تھے اور ان کی شریعتیں بھی مخصوص وقت کے لئے ہوتی تھیں، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک کے لئے تمام انس وجن کے لئے مبعوث ہوئے، تو آپ کی شریعت بھی کامل ہے اور قیامت تک لئے کافی ہوگی، یہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی شرافت اور آخرالامم کی مخصوص فضیلت ہے۔

(مستفاد: ختم نبوت: ۱۳۳تا۱۳۸، ترجمان السنہ)

جھوٹے مدعیانِ نبوت سے متعلق پیشینگوئی:

اللہ تعالیٰ عالم الغیب والشہادہ ہیں، اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ قیامت تک کیسے خوفناک فتنے امت میں پیش آئیں گے اور ان فتنوں کے سربراہ کون لوگ ہوں گے، اللہ تعالیٰ نے جس قدر مناسب و ضروری سمجھا فتن و حوادث کی کچھ تفصیلات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائیں ان میں عقیدۂ ختم نبوت میں رخنہ پیدا کرنے والے جھوٹے مدعیان نبوت کی تفصیلات یا ان سے متعلق اشارات بھی شامل ہیں۔

حضرت ثوبانؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’انہ سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلھم یزعم انہ نبی، وانا خاتم النبیین، لانبی بعدی۔‘‘

(ترمذی:۹۱۲۲،۵۴۲)

ترجمہ: ’’قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ بہت سے دجال اور جھوٹے مدعیان نبوت اٹھائے جائیں گے جن میں سے ہر ایک یہ کہے گا وہ نبی ہے، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کسی کو نبی بنایا نہیں جائے گا۔‘‘

مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آخری

ایام ہی میں دو جھوٹے نبی پیدا ہوگئے، جن میں ایک اسود عنسی ہے، جس کا نام عبلہ بن کعب تھا، عنسی لقب تھا، صنعاء یمن میں تقریباً تین ماہ نبوت کا دعویٰ کیا، اس علاقہ کے چند لوگوں نے اس کی اتباع بھی کرلی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے تین دن قبل حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ نے اس کو جہنم رسید کیا، آپ علیہ السلام نے حضرات صحابہؓ کو اس کی خوش خبری سنائی۔

دوسرا شخص مسیلمہ بن ثمامہ بن حبیب ہے جو قبیلہ بنوحنیفہ کا آدمی تھا، مسیلمہ کذاب کے نام سے مشہور ہوا۔ ۹ ہجری میں قبیلہ بنوحنیفہ کے ساتھ مدینہ منورہ حاضر ہوا، تقریباً تیرہ افراد کا قافلہ تھا جن میں یمن کے مشہور صحابی رسول طلق بن علیؓ تھے، رملہ بنت حارث کے مہمان بنائے گئے، صبح شام گوشت، روٹی، گوشت دودھ اور گوشت گھی سے ان کی میزبانی کی گئی، دوسرے دن ان حضرات نے مسجد نبوی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی اور اسلام قبول کرلیا؛ لیکن مسیلمہ کذاب خیمہ میں ٹھہرا رہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ اوقیہ چاندی ان حضرات کو بطور ہدیہ عطا فرمائی، مسیلمہ کا حصہ بھی دیا اور فرمایا: مسیلمہ تم سے کم درجہ کا آدمی نہیں ہے، (چونکہ وہ تمہارے سامان کی حفاظت کررہا ہے؛ اس لئے تمہارے برابر وہ بھی ہدیہ کا مستحق ہے) ان حضرات نے اپنے خیمہ میں پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات اور ہدیہ کا تذکرہ کیا، تو اس نے کہا انہوں نے یہ بات اس لئے کہی ہے کہ ان کے بعد مجھے منصب ملنے والا ہے، پھر یمامہ جاکر نبوت کا دعویٰ کردیا، مسیلمہ کذاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہیں ہوا؛ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ثابت بن قیس بن شماس کے ساتھ بنوحنیفہ کے وفد کی خاطرداری اور مسیلمہ کی اسلام کی امید یا اتمامِ حجت کے لئے خود اس کے پاس تشریف لے گئے، تو کہنے لگا، اگر محمد امر (سلطنت وغیرہ) کا میرے لئے فیصلہ کردیں، تو میں ان کی اتباع کرلوں گا، آپ کے ہاتھ میں کھجور کی ایک چھڑی تھی، آپ اس کے پاس کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا: اگر یہ شخص مجھ سے یہ چھڑی مانگے، تو وہ بھی میں اس کو نہیں دونگا، اور فرمایا: تو اللہ کے امر (عذاب) سے بچ نہیں سکتا، پھر فرمایا: اگر تو یہاں سے (صحیح سالم) چلا بھی گیا، تو اللہ تجھ کو ہلاک و برباد کردے گا اور مجھے خواب میں تیرے متعلق بتایا گیا ہے، اور حضرت ثابت بن قیس کی طرف اشارہ فرماکر کہا یہ تجھ کو بتائیں گے۔ (بخاری ۱۱۵۱، باب علامات النبوۃ: ۳۶۲۰، عمدۃ القاری:۱۱/۵۵۳)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں مجھے حضرت ابوہریرہؓ نے بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دکھایا گیا کہ آپ کے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن ہیں، ان کی وجہ سے مجھے بہت پریشانی (شدید فکر لاحق) ہوئی، تو میرے پاس وحی آئی کہ ان پر پھونک مارو؛ چنانچہ میں نے پھونک ماری، تو وہ اڑ گئے، میں نے اس خواب کی تعبیر دو جھوٹے شخصوں سے لی جو میری نبوت کے بعد نبوت کا دعویٰ کریں گے، ایک اسود عنسی ہے اور دوسرا شخص صاحب یمامہ مسیلمہ کذاب ہے۔

(بخاری، باب علامات النبوۃ: ۳۶۲۱، عمدۃ القاری ۱۱/۶۵۳)

عقیدہ ختم نبوت پر حضرات صحابہؓ کا اجماع:

حضرات صحابہ کرامؓ جو خاتم النبیین و سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کے سب سے پہلے مخاطب تھے، انہوں نے قرآنی آیات اور احادیث رسول اللہ کا صاف صاف مطلب یہی سمجھا کہ آپ علیہ الصلوۃ والسلام پر نبوت کو ختم کردیا گیا ہے، آپ کے بعد کوئی نبوت کا دعویٰ کرے، تو جھوٹا ہے، یہی وجہ ہے کہ عہد نبوت و عہد خلفاء راشدین میں جو جھوٹے پیدا ہوئے ان کا مقابلہ کیا گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا اور ایک بڑی جماعت جواذان ونماز، روزہ کی قائل تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور قرآن کی منکر نہیں تھی، مسیلمہ کے ساتھ ہوگئی، تمام مہاجر و انصار صحابہ کرامؓ (جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت و صحبت یافتہ تھے) نے مسیلمہ کذاب کو دعویٰ نبوت اور اس کی جماعت کو اس کی تصدیق کی بنا پر کافر اور واجب القتل سمجھا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منکرین ختم نبوت کے خلاف اعلان جنگ کیا اور تمام منکرین ختم نبوت کو کیفر کردار تک پہنچایا، صحابہ کرام میں سے کسی نے بھی اس پر انکار نہیں کیا اور کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ یہ لوگ اہل قبلہ کلمہ گو ہیں، قرآن پڑھتے ہیں، نماز، روزہ، حج اور زکوۃ ادا کرتے ہیں، ان کو کیسے کافر سمجھ لیا جائے؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ابتداً اختلاف کرنا، شرح صدر کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی موافقت کرنے کی جو تفصیلات کتب احادیث میں منقول ہیں، وہ منکرین زکوۃ سے متعلق ہیں نہ کہ منکرین ختم نبوت سے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوچکی ہے، بے شمار قبائل مرتد ہوچکے ہیں، بعض نے زکوۃ دینے سے انکار کردیا ہے، اس کے علاوہ مسلمان

اندرونی و بیرونی دشمنوں کے خطرات میں گھرے ہوئے ہیں، مسلمان بے سروسامانی کے عالم میں ہیں: ان تمام حالات کی پرواہ کیے بغیر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کی امارت میں ایک لشکر یمامہ کی جانب مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کے لئے روانہ فرمایا، مسیلمہ کذاب نے چالیس ہزار کے لشکر کے ساتھ مسلمانوں کے ساتھ مقابلہ کیا جن میں سے تقریباً اٹھائیس ہزار قتل ہوئے اور مسیلمہ کذاب کو حضرت وحشیؓ نے جہنم رسید کیا اور وہ فخر کرتے تھے کہ میں زمانہ کفر میں سید الشہداء کو قتل کیا اور زمانۂ اسلام میں ایک بدترین شخص کو جہنم رسید کیا اور اس معرکہ میں تقریباً بارہ سو صحابہ کرامؓ و تابعینؒ نے تحفظ ختم نبوت کے لئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا جن میں سات سو قرأ صحابہؓ بھی تھے۔

(مستفاد از ختم نبوت، مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ)

تابعین وسلف صالحین کا عمل:

خلیفہ عبدالملک بن مروان کے عہدِ خلافت میں حارث نامی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا، خلیفہ عبدالملک نے حضرات صحابہ و تابعین کے متفقہ فتویٰ و فیصلہ سے اس کو قتل کرکے سولی پر ... چڑھادیا۔

امام طحاویؒ اپنی تصنیف ''عقیدۃ الطحاوی'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''کل دعوی نبوۃ بعد نبوته فغی، وهوى، وهو المبعوث الى عام الجن، وكافۃ الورى بالحق والهدى۔'' (عقیدۃ الطحاوی:۸۴)

ترجمہ: ''ہر دعویٰ نبوت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد گمراہی و ضلالت ہے؛ بلکہ اسلام سے خروج و بغاوت ہے۔ آپ کو تمام جن وانس کے جانب حق اور ہدایت کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے۔''

قاضی عیاضؒ ''شفاء'' میں مذکورہ تحریر فرماتے ہیں:

''وفعل ذلك غير واحد من الخلفاء، والملوک باشباهم، واجمع علماء وقتهم على صواب فعلهم، والمخالف فى ذلك من كفرهم كافر۔''

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ۲/۲۳۶)

''اخبر صلى الله عليه وسلم انه خاتم النبيين، لانبي بعده، واخبر عن الله تعالىٰ ان خاتم النبيين، وانه ارسل كاف للناس واجمعت الامۃ حمل هذا الكلام على ظاهر وان مفهومه المراد به دون تاويل، وتخصيص، فلا شک فيكفر هولاء الطوائف كلها قطعا اجماعا وسمعا۔'' (بحوالہ ختم نبوت:۳۰۸)

الغرض قرآن، حدیث، صحابہ و تابعین، ائمہ مجتہدین اور علماء وسلف کا متفقہ فیصلہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، ختم نبوت آپ کی شان ہے، امت کے لئے انعام ہے، جو اس کا منکر ہے وہ کافر ہے، جو شخص محمد رسول اللہ کو خاتم النبیین نہ سمجھے، وہ بھی کافر ہے اور جو جھوٹے نبی کی تصدیق کرے، وہ بھی کافر ہے، لہٰذا عہد نبوت ہی میں دعویٰ کرنے والے جھوٹے مدعیان نبوت مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، طلیحہ، سجاح سے لے کر مرزا غلام احمد قادیانی اور شکیل بن حنیف تک سب کافر ہیں اور ان کی تصدیق کرنے والے بھی کافر ہیں، قیامت تک جو بھی شخص نبوت کا دعویٰ کرے، وہ بھی کافر ہے، حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام قرب قیامت میں دنیا میں محمد رسول اللہ خاتم النبیین کے خلیفہ کی حیثیت سے تشریف لے آئیں گے نہ کہ بحیثیت نبی۔

ختم نبوت اور ہماری ذمہ داری:

☆ ناموس رسالت کی پاسبانی اور ختم نبوت کا تحفظ ہر مسلمان کا اولین فرض، دینی غیرت کا تقاضا اور عشق رسول کی پکار ہے۔

☆ عقیدہ ختم نبوت دین کے بنیادی اور بدیہی عقائد میں سے ہے، اس کی حقیقت، حیثیت وحکم اور اس سے متعلقہ تفصیلات کا جاننا پہلی ذمہ داری ہے اور عامۃ المسلمین کو اس اہم عقیدہ سے متعلق آگاہ کرنا؛ تاکہ امت اپنے بنیادی عقیدہ کو جانے اور کسی بھی جھوٹے مدعی نبوت کے دجل وفریب کا شکار نہ ہو۔

☆ ختم نبوت عقیدہ بھی اور عقیدت بھی، ختم نبوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امتیازی شان اور آپ کے لئے خصوصی انعام ہے، اب کوئی نبوت کا دعویٰ کرے تو وہ آپ کا گستاخ اور اس کی تصدیق کرنے والے بھی گستاخ رسول ہیں، لہٰذا ناموسِ رسالت کی حفاظت کے لئے اس طرح کے مدعیان نبوت کی خبر لینا اور امت کے بھولے بھالے مسلمان جو ان کا شکار ہوگئے ہیں، ان مکاروں کے چنگل سے نکالنا اور اس طرح کے کذابوں سے امت کی حفاظت کرنا۔

☆ علماء، خطباء، ائمہ حضرات کا ختم نبوت پر مشتمل آیات واحادیث کی تشریح کے موقع پر اپنے خطبات، مواعظ و دروس میں بہ طور خاص روشنی

ڈالنا، نیز سیرت النبی کے عنوان پر منعقد ہونے والا جلسوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس امتیازی شان کو ممتاز بنا کر بھی پیش کیا جاسکتا ہے۔

☆ عام فہم اور آسان انداز میں عقیدۂ ختم نبوت سے متعلق اردو، مقامی اور دیگر علاقائی زبانوں میں چھوٹے چھوٹے رسائل کی اشاعت اور انہیں عامۃ المسلمین تک پہنچانے کا انتظام واہتمام کرنا۔

☆ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام گرامی لیا جائے تو ''سید المرسلین وخاتم النبیین'' کی تعبیر اختیار کی جائے؛ تاکہ آپ کی ختم نبوت کا بار بار تذکرہ کو عوام وخواص کے ذہن میں یہ عقیدہ راسخ ہوجائے۔

علامہ قسطلانیؒ شارح بخاری تحریر فرماتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ پر حاضری دینے والوں کے لئے صلوۃ وسلام کی بہترین تعبیر السلام علیک یاسید المرسلین وخاتم النبیین ہے۔

(المواہب اللدنیہ:۳/۶۹۵)

ناموسِ رسالت کی حفاظت اور جھوٹے مدعیان نبوت کے دجل وفریب سے امت کو بچانے کے لئے حضرت سیدابوبکر صدیقؓ، حضرت خالد بن ولیدؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ نے تحفظ رسالت اور امت کی حفاظت کے لئے جس طرح کی قربانیاں پیش کیں، محدث عصر علامہ سیدانور شاہ کشمیریؒ اور آپ کے تلامذہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانیؒ اور حضرت مولانا مرتضی حسن چاند پوریؒ اور مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ وغیرہ اکابر دارالعلوم دیوبند نے جس طرح مرزا غلام احمد قادیانی کا مقابلہ کیا، اس کے شرور وفتن سے امت کو آگاہ کیا اور اس کے لئے جانی و مالی قربانیاں پیش کیں، اگر ہم مقدور بھر کوشش نہیں کریں گے تو ہم اللہ کے پاس کیا جواب دیں گے اور میدان محشر میں حوض کوثر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں کیا منہ لے کر جائیں گے۔ علامہ انور شاہ کشمیریؒ کا وہ تاریخی جملہ بھی ہمیں یاد رکھنا چاہیے: ''اگر ہم تحفظ ختم نبوت نہ کرسکیں، تو گلی کا کتا بھی ہم سے بہتر ہے۔''

بروز جمعہ ۲۶/ اگست ۱۹۳۲ء جامع مسجد الصادق بہاول پور میں علامہ سیّد انور شاہ کشمیریؒ کو نماز جمعہ ادا کرنی تھی، مسجد نمازیوں سے بھری ہوئی تھی، قرب و جوار کے گلی کوچے نمازیوں سے بھرے ہوئے تھے، نماز کے بعد علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے اپنی تقریر کا آغاز کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: میں خونی بواسیر کے مرض کے غلبہ سے نیم جان تھا، ڈابھیل کے لئے سفر کے لئے پابرکاب تھا کہ اچانک شیخ الجامعہ (بہاول پور) کا مکتوب مجھے ملا، جس میں بہاول پور پہنچ کر مقدمہ کی شہادت (ختم نبوت اور قادیانی کے کافر ہونے کی) دینے کے لئے لکھا گیا تھا، میں نے سوچا کہ میرے پاس کوئی زادِراہ ہے نہیں؟ شاید یہی چیز ذریعۂ نجات بن جائے کہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا جانب دار بن کر یہاں آیا ہوں، یہ جملہ سن کر مجمع بے قرار ہوگیا، آپ کے ایک شاگرد مولانا عبدالحنان ہزاروی آہ و بکا کرتے ہوئے کھڑے ہوئے اور مجمع سے بولے کہ اگر حضرت کو بھی اپنی نجات کا یقین نہیں، پھر اس دنیا میں کس کی مغفرت متوقع ہوگی؟ اس کے علاوہ مزید چند توصیلی کلمات عرض کئے، جب وہ صاحب بیٹھ گئے تو حضرت شاہ صاحب نے مجمع سے خطاب کرتے ہوئے کہا: ان صاحب نے ہماری تعریف میں مبالغہ کیا ہے؛ حالانکہ ہم پر یہ بات کھل گئی کہ: ''گلی کا کتا بھی ہم سے بہتر ہے، اگر ہم تحفظ ختم نبوت نہ کرسکیں۔''

حضرت شاہ صاحبؒ اس مقدمہ سے فارغ ہوکر ڈابھیل تشریف لے گئے؛ لیکن چند ہی دن میں اس مرض نے مزید شدت اختیار کرلی دوبارہ آپ دیوبند تشریف لے آئے اور آخرت کے سفر پر روانہ ہوگئے۔

(مستفاد: کمالات انوری، احتساب قادیانیت ۳/۶۳)

بقیہ: .... احکام رمضان المبارک

☆......عموماً اکثر مساجد میں اعتکاف کے لئے کوئی نہیں بیٹھتا حالانکہ رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے' کوئی بھی نہ کرے گا تو سب گناہ گار ہوں گے۔ بعض جگہ پانچ قسم کے لوگوں کو روٹی' کپڑے کا لالچ دے کر اعتکاف میں بٹھا دیتے ہیں اور یہ لوگ اکثر مسائل سے بھی واقف نہیں ہوتے اور یہ بھی پتہ نہیں ہوتا کہ اعتکاف مسجد سے باہر رہنے سے فاسد ہوجاتا ہے اور ایسے لوگوں کا اس لئے انتخاب کرتے ہیں کہ مال و دولت والے حضرات مسجد میں دس دن گزارنے کو کسرشان سمجھتے ہیں یا دنیاوی مشغولیتوں کو اللہ کے گھر میں رہنے سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں' یہ حب دنیا ہے۔

☆......شبینوں میں یا تہجد کے وقت بعض مساجد یا خانقاہوں میں نوافل کی جماعتیں ہوتی ہیں' حالانکہ غیر فرائض کی جماعت مکروہ تحریمی ہے' البتہ اگر صرف دو تین مقتدی ہوں تو گنجائش ہے' لہٰذا نوافل باجماعت نہ پڑھیں' اگر شبینہ کرنا ہو تو تراویح میں پڑھیں بشرطیکہ سب توجہ سے سنیں' قرآن کریم کی طرف سے بے التفاتی نہ ہو اور ضعیفوں کی رعایت بھی ضروری ہے۔ ان کے لئے چھوٹی سورتوں سے پہلے تراویح پڑھا دیں۔ وباللہ التوفیق۔

تھرپارکر میں قادیانیت

اصل صورتِ حال

رپورٹ: مولانا توصیف احمد، حیدرآباد

تھرپارکر صوبہ سندھ کا ایک بڑا ضلع ہے جو رقبہ کے اعتبار سے پھیلا ہوا ہے۔ کسی وقت عمر کوٹ، میرپورخاص بھی تھر میں شامل تھا، بعد میں عمر کوٹ، میرپورخاص مستقل ضلع بن گئے، تھرپارکر کی پانچ تحصیلیں ہیں: (۱) مٹھی، (۲) ننگرپارکر، (۳) اسلام کوٹ، (۴) ڈیپلو، (۵) چھاچھرو۔ یہاں پر اکثریت ہندوؤں کی ہے، پاکستان بننے کے بعد جب صوبہ سندھ میں نئی نہروں کا اجرا ہوا تو قادیانیوں نے بہت سی اراضی خرید کر اپنی آبادی بڑھانے اور وہاں کے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کا پروگرام بنایا، اس وقت تھر، کنری، نالھی، کھوکھراپار، میرپور خاص تا باڈر تک مختلف مقامات پر قادیانی آکر آباد ہوئے، قادیانیت کے ناپاک عزائم اور ارتدادی سرگرمیوں کی روک تھام اور اہلیان تھر کے ایمان کی حفاظت کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امراء کرام مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا لال حسین اخترؒ نے ہنگامی اور بعدازاں مسلسل علاقہ تھر اور کھوکھراپار کی سرحد تک تفصیلی دورہ کیا، ان اکابرین نے مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ کو زیریں سندھ کا مستقل مبلغ مقرر کیا، جماعت ختم نبوت نے کنری اور نالھی میں عظیم الشان جامع مسجد اور مدرسہ کی بنیاد رکھی اور مستقل مبلغین کی تقرری کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پوری دنیا میں قادیانیت کے خلاف منظم اور مربوط ایک تحریک اور جماعت کا نام ہے۔ عالمی مجلس اپنے یوم تاسیس (۱۹۴۹ء) سے لے کر آج تک منظم انداز میں ہر جہت سے تحفظ ختم نبوت کا فریضہ سرانجام دے رہی ہے، مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ نے باہمی مشاورت سے پورے پاکستان میں مبلغین کی جماعت تیار کی۔ مبلغین کرام نے اپنے اضلاع میں ختم نبوت کے محاذ میں مجاہدانہ کردار ادا کیا، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین ہمہ وقت تحفظ ختم نبوت کے لئے وقف ہیں، یہی وجہ ہے کہ مبلغ اپنی طرف سے حصول روزگار کے لئے امامت، خطابت، تدریس و دیگر کوئی شغل اختیار نہیں کرسکتا، بلکہ وہ جماعتی حکم کا پابند رہ کر تبلیغی سرگرمیوں میں مصروف عمل ہوتا ہے، پاکستان بننے سے لے کر آج تک ضلع تھرپارکر میں مستقل مبلغ موجود رہے ہیں۔ تھرپارکر، عمرکوٹ، میرپورخاص میں مستقل مبلغین کام کررہے ہیں اور مبلغین کی تھرپارکر میں قادیانی اداروں، ہسپتالوں، ڈسپنسریوں پر مستقل نظر ہے، یقیناً قادیانیوں کا مٹھی میں المہدی ہسپتال، ننگرپارکر میں الطاہر ہسپتال اور ننگرپارکر کے گوٹھوں ڈوتل ڈل، ران پور، پھول پورہ، حباسر، سپلائی، انھکپاریو، دانے واندل میں ڈسپنسریاں اور تعلیمی ادارہ گریس کمپیوٹر کالج، نیولائف پبلک اسکولز موجود ہے، مگر ان اداروں اور ہسپتالوں میں اکثریت پڑھنے اور علاج کرانے والے ہندو کولہی، میگھواڑ ہیں، کیونکہ ننگرپارکر، مٹھی میں ہندو زیادہ جبکہ مسلمان قلیل تعداد میں ہیں۔ قادیانیوں کے تعلیمی اداروں اور ہسپتالوں سے فائدہ حاصل کرنے والے اکثر ہندو کولہی ہیں، جبکہ مسلمانوں کی اکثریت اپنے بچوں سمیت سرکاری اداروں میں علاج و معالجہ اور تعلیم کی سہولت حاصل کرتی ہے، بہت کم تعداد میں مسلمان قادیانی اداروں سے استفادہ کرتے ہیں، البتہ ایک اسکول ننگرپارکر ڈوتل ڈل، ویراواہ چیک پوسٹ کے قریب قادیانیوں کا ہے، جہاں مسلمانوں کے بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں، اس گاؤں میں تھرپارکر کے مبلغ ختم نبوت مولانا محمد حنیف سیال نے دورہ کیا، بچوں کے والدین کو جمع کرکے ان سے مذاکرہ کیا اور فتنۂ قادیانیت سے آگاہ کیا۔ اس اسکول کا نصاب چیک کیا جس میں قادیانیت سے متعلق کچھ بھی مواد نہیں تھا، اس وقت ضلع تھرپارکر میں جماعت ختم نبوت کی طرف سے مستقل مبلغ مولانا محمد حنیف سیال مقرر ہیں، جبکہ عمرکوٹ میں مولانا مختار احمد مبلغ ہیں، اس سے قبل مبلغ ختم نبوت مولانا محمد علی صدیقیؒ نے ۲۱ سال مجاہدانہ کردار ادا کیا،

(باقی صفحہ ۲۷ پر)

چھ روزہ تحفظ ختم نبوت تربیتی کیمپ دارالعلوم دیوبند

ہندوستان کے ۱۸صوبوں سے پچھتر اضلاع کے کل ساڑھے چار سو علماء کرام کی شرکت

اسلامی عقائد کے خلاف اٹھنے والے فتنوں کے سدباب کے لئے علمائے دیوبند پرعزم

مرکزی دفتر کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند

الحمدللہ ہم اور آپ، آج تحفظ ختم نبوت کے تیرہویں تربیتی کیمپ کی اختتامی نشست میں شریک ہیں جس کی صدارت مہتمم دارالعلوم دیوبند حضرت مفتی ابوالقاسم نعمانی صاحب مدظلہ فرمارہے ہیں۔ گزشتہ بارہ سالوں سے دارالعلوم دیوبند میں تحفظ ختم نبوت تربیتی کیمپ، کُل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کی زیرنگرانی منعقد ہورہا ہے۔ آغاز میں یہ کیمپ صرف تین دن کا تھا پھر رفتہ رفتہ پانچ دن اوراب چھ دن پر مشتمل یہ تربیتی نظام چل رہا ہے۔ جس میں فضلائے مدارس اسلامیہ کو اسلامی عقائد کے خلاف اٹھنے والے فتنوں بطور خاص قادیانیت اور شکیلیت کے سدباب کے لئے رجال کار کی تیاری پر زور دیا جاتا ہے۔ اکابر دارالعلوم کے حسب ہدایت اس کیمپ کے مربی خصوصی حضرت مولانا شاہ عالم صاحب گورکھپوری ہوتے ہیں۔ حسب معمول سال رواں بھی یہ تربیتی کیمپ ۱۹ تا ۲۴؍شعبان ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۵ تا ۳۰؍جون ۲۰۱۹ء بمقام دارالحدیث (فوقانی) منعقد ہوا۔ کیمپ کی پہلی نشست کی صدارت کرتے ہوئے حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی زیدمجدہم مہتمم دارالعلوم دیوبند نے اس کا افتتاح فرمایا اس کے بعد استاذ الاساتذہ شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند، حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری مدظلہ نے خصوصی طور پر عقائد کے تحفظ کے لئے علم کلام کی ضرورت واہمیت کے موضوع پر اپنے خطاب کے دوران فرمایا کہ اسلامی عقائد کے تحفظ اور فتنوں کے تعاقب کے لئے مجلس شوریٰ کی ہدایت کے مطابق پچیس سال سے دارالعلوم دیوبند میں ایک نظام محاضرات علمیہ کا رائج ہے جس سے تکمیلات کے درجات کے طلبہ ہر سال تقریباً دوسو کی تعداد میں استفادہ کرتے آرہے ہیں ۔ تربیتی کیمپ کا یہ نظام کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کی نگرانی میں مولانا شاہ عالم صاحب کی کوششوں سے خصوصاً رائج ہوا ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو کامیابیوں سے ہمکنار کرے اور ہر طرح کے شرور فتن سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔

کیمپ کی روزانہ تین نشستیں (صبح ۸ تا ۱۲ بجے، بعد نماز ظہر تا عصر اور بعد نماز مغرب تا عشاء) منعقد ہوتی رہیں اس طرح چھ دنوں میں کل ۱۵ نشستیں ہوئیں۔ دوران بیان پیش کئے گئے حوالوں کی مراجعت اور مطالعہ ومشاہدہ کا نظم بھی مرکز التراث الاسلامی دیوبند کی جانب سے الیکٹرانک پروجیکٹر کے ذریعہ کیا گیا تھا تاکہ حوالوں کو اپنی یادداشت میں محفوظ کرنے اور مشاہدہ کرنے میں شرکائے کیمپ کو آسانی ہو۔

اس خصوصی اور یادگاری تربیتی کیمپ میں دارالعلوم دیوبند، دارالعلوم وقف دیوبند، دارالعلوم شیخ زکریا دیوبند، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ودیگر مدارس عربیہ کے فضلاء اور یوپی، بہار، جھارکھنڈ، بنگال، ہریانہ، دہلی، مدھیہ پردیش، تلنگانہ، آندھراپردیش، اُڑیشہ، آسام، منی پور، میگھالہ، گجرات، کشمیر، تملناڈ، کیرالہ، نیپال، افغانستان وغیرہ کے کل ۱۸ صوبوں سے پچھتر (۷۵) اضلاع کے ساڑھے چار سو علمائے کرام وفضلاء مدارس عربیہ نے شرکت کی۔ کُل ہند مجلس کی جانب سے آویزاں اعلان کے مطابق متعینہ عنوانات پر ایک ایک نشست میں حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان صاحب ناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند، جناب مولانا اشتیاق احمد مہراج گنجی مبلغ مجلس کُل ہند مجلس، جناب حافظ اقبال احمد ملی ناظم احیاء السنۃ اسلامک سینٹر مالیگاؤں، جناب مولانا محمد راشد صاحب استاذ جامعہ مظاہر علوم سہارنپور کے اور بقیہ تمام نشستوں میں حضرت مولانا شاہ عالم صاحب گورکھپوری استاذ و نائب ناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کے تربیتی اسباق اور پُرمغز بیانات ہوئے۔ حوالوں کی مراجعت ومشاہدہ میں مولانا اشتیاق احمد قاسمی، مولانا محمد شاہد انور قاسمی بانکوی، ماسٹر محمد احمد گورکھپوری و متعلقین شعبۂ تحفظ ختم نبوت نے تعاون کیا۔ گاہے گاہے کیمپ کی مختلف نشستوں میں جناب مفتی اکمل یزدانی صاحب بھوپال، مفتی محمد محسن قاسمی صاحب اورنگ آباد، ڈاکٹر عزیر عالم صاحب ممبئی اور مولانا بادشاہ قاسمی نائب ناظم مجلس تحفظ ختم نبوت کیرالہ کے بھی بصیرت افروز خطابات ہوئے۔ ایک نشست

میں مفتی محمد اجمل یزدانی کی کتاب "شکیلی غلط فہمیوں کا ازالہ" (جو مولانا شاہ عالم صاحب گورکھپوری کی نگرانی میں ترتیب دی گئی ہے) کا رسم اجرا بدست حضرت مفتی ابوالقاسم صاحب و حضرت قاری محمد عثمان صاحب عمل میں آیا۔

کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کے قیام کا پس منظر اور اس کی مفصل تاریخ بیان کرتے ہوئے حضرت مولانا شاہ عالم صاحب نے فرمایا کہ اکابر علماء دیوبند ہمیشہ سے ہی باطل کے سامنے نبرد آزما رہے ہیں اور ان کی تمام پالیسیوں کو ناکام بناتے رہے ہیں۔ حضرت مولانا سید اسعد مدنی صاحب رکن مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند ہندو بیرون ہند دورہ کرتے تھے، ان کی دور رس نگاہوں نے یہ اندازہ لگالیا تھا کہ اہل فتنہ مسلمانوں کو اپنا نشانہ بنالیں گے اسلئے ضروری ہے کہ ان علاقوں میں ایمان کی شمع روشن کرنے کے لئے کوئی تنظیم یا ادارہ قائم کیا جائے۔ چنانچہ مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند کی تجویز کے مطابق دارالعلوم دیوبند میں سہ روزہ عالمی تحفظ ختم نبوت کانفرنس ۲۹ تا ۳۱ر اکتوبر ۱۹۸۶ء میں منعقد کی گئی جس میں پورے ملک سے چیدہ چیدہ علماء کرام کو مدعو کیا گیا، اسی کانفرنس میں کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کا قیام عمل میں آیا، جس کے صدر حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند مقرر ہوئے اور ناظم عمومی حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند مقرر ہوئے تھے جو آج بھی ناظم عمومی ہیں اور موجودہ صدر حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی مہتمم دارالعلوم دیوبند ہیں۔

مولانا شاہ عالم صاحب نے تربیتی کیمپ کے اصول وضوابط اور فوائد بیان کرتے ہوئے ہندوستان میں کل ہند مجلس کی زیر نگرانی منعقد ہونے والے تربیتی کیمپوں کی ایک مفصل و مربوط تاریخ سے حاضرین و سامعین کو روشناس کرایا۔ آپ نے بتایا کہ ہندوستان کے بیشتر اضلاع میں شعبۂ تحفظ ختم نبوت کے فضلاء کے ساتھ ساتھ تربیتی کیمپ سے استفادہ کرنے والوں میں ایک بڑی تعداد ہے جو اپنے اپنے علاقوں میں فرقہائے باطلہ کے خلاف محاذ سنبھال کر ملت و امت کی عقائد کے باب رہنمائی کا فریضہ انجام دے رہی ہے۔ تفصیلات اگر کسی کو درکار ہوں تو وہ کل ہند مجلس کی جانب سے شائع ہونے والی رودادوں اور مساعی جمیلہ کو دیکھ سکتا ہے۔ مولانا نے حالیہ مطبوعہ مساعی جمیلہ ۲۰۰۳ تا ۲۰۱۹ء کے حوالے سے بتایا کہ صرف اس دوران پورے ملک میں رد قادیانیت و رد شکیلیت کے موضوع پر قابل ذکر ۳۸ تربیتی کیمپ اور تقریباً ۹۰ سے زائد اجلاس ہائے عام منعقد کئے جاچکے ہیں اور ان کیمپوں کو منعقد کرنے والوں میں بیشتر افراد وہی ہیں جن کو تربیتی کیمپ سے کام کرنے کا سنجیدہ اور ٹھوس راستہ ملا ہے۔

اخیر کی ایک نشست میں "علمی اور عملی میدان میں فتنہ قادیانیت کا تعاقب کس طرح کیا جائے اور اس میں پیش آنے والی دشواریوں کا ازالہ کس طرح ہو" کے عنوان پر بیان کرتے ہوئے علمی اور عملی میدانوں میں کام کرنے کے طور وطریق اور اصول بیان کئے۔ آپ نے بتایا کہ اہل علم اور مدارس اسلامیہ، اسی طرح کالج اور یونیورسٹیوں میں زمینی حقائق سے جڑ کر کام کرنے کی متعدد نوعیتیں ہیں، ان میں تدریسی و تعلیمی، تصنیفی، تنظیمی اور تبلیغی میدانوں کے دروازے کھلے ہوئے ہیں جو فضلاء علمی ذوق رکھتے ہیں ان کے لئے اس میدان میں کام کرنے کا سنہرا موقع ہے۔ اسی طرح عوام کے درمیان خدمت انجام دینے کے مواقع بھی متعدد جہتوں سے ہیں جن کے لائق جو خدمت ہو اس میں لگ جائیں۔

سولہویں اور اختتامی نشست: ۲۴ر شعبان المعظم مطابق بروز منگل صبح ۱۱ بجے منعقد ہوئی، شرکاء کیمپ میں سے منتخب علماء نے اپنے تأثرات پیش کئے۔ بعدہ مولانا شاہ عالم گورکھپوری نے مفصل خطاب کیا۔ بعد ازاں حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی مہتمم دارالعلوم دیوبند اور حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان صاحب منصور پوری نے خطاب کیا اور شرکائے کیمپ کو پند ونصائح سے نوازا۔ اخیر میں حضرت مہتمم صاحب کے بدست تمام شرکاء کو بصورت کتب قیمتی انعامات اور سند شرکت سے نوازا گیا۔ اس آخری نشست میں جناب حافظ اقبال احمد ملی مالیگاؤں، جناب مولانا محمد راشد صاحب استاذ شعبۂ تحفظ ختم نبوت مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، جناب مولانا اشتیاق احمد صاحب مبلغ شعبۂ تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند، جناب مولانا شاہد انور قاسمی بانی مرکز التراث الاسلامی دیوبند، ماسٹر محمد احمد گورکھپوری مرکز التراث الاسلامی دیوبند، ڈاکٹر عزیر عالم ممبئی، مولانا بادشاہ قاسمی کیرالہ، مولانا محمد مظہر گجرات، مفتی محمد انوار مدرسہ جامعۃ القاسم نوح میوات، مولانا محمد شکیل و مفتی محمد ساجد جامعہ عائشہ للبنات سوہانہ ہریانہ، مولوی شہباز اختر سیوان، مولوی حسن احمد کشن گنج، مولوی عاشق الٰہی تملناڈ، مولوی محمد صابر تلنگانہ، مولوی رفیق الاسلام آسام وغیرہ متعلقین شعبۂ تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند شریک رہے، قاری سید محمد عثمان منصور پوری مدظلہ کی دعا پر پروگرام کا اختتام ہوا۔ ☆☆

ختم نبوت کورس، چناب نگر

مولانا قاضی احسان احمد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے زیر اہتمام ۳۸واں سالانہ عظیم الشان ۲۰ روزہ تحفظ ختم نبوت کورس مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں گزشتہ روز اختتام پذیر ہوا۔ جس میں ملک عزیز پاکستان کے معزز اکابر علماء کرام، مشائخ عظام نے شرکاء کورس کو اپنی دعاؤں سے کتب اور اسناد کا تحفہ دے کر رخصت کیا۔ الحمدللہ!

کورس کا آغاز ۱۳/اپریل ۲۰۱۹ صبح ۸ بجے حضرت مولانا اللہ وسایا کے افتتاحی خطاب اور مولانا محمد احمد انور مہتمم جامعہ اشرفیہ مان کوٹ کی دعا سے ہوا۔ بعد ازاں اساتذہ کرام کی ترتیب اور نظم کے مطابق اسباق کا سلسلہ شروع ہوا۔ ملک عزیز پاکستان میں تحفظ ختم نبوت کے عنوان پر مہارت رکھنے والے جید علماء کرام، مناظرین اسلام، ماہرین فن نے شبانہ روز محنت کر کے شرکاء کورس کو علوم عالیہ سے آراستہ و پیراستہ کیا اور محاذ تحفظ ختم نبوت پر دلائل سے خوب مسلح کیا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے متعین کردہ نصاب جو قادیانی شبہات کے جوابات سہ حصہ کامل پر مشتمل ہے۔ کورس کے جملہ عنوانات ومضامین پر یومیہ کی بنیاد پر مناظر ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب نے اپنے تجربات و مشاہدات کی روشنی، دلائل و براہین سے فتنہ قادیانیت کا تعاقب کیا۔ حضرت مولانا مفتی محمد راشد مدنی نے جناب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے رفع و نزول اور حیات طیبہ پر مفصل اسباق پڑھائے۔ مدرسہ عربیہ ختم نبوت کے صدر مدرس حضرت مولانا غلام رسول دین پوری، حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، نے قادیانی شبہات کے جوابات کا پہلا حصہ پڑھایا۔ مولانا محمد رضوان عزیز مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی، شیخ الحدیث مولانا محمد زاہد الراشدی، مولانا غلام مرتضیٰ ڈسکہ، مولانا محمد الیاس گھمن، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا نور محمد ہزاروی، جناب متین خالد اور دیگر کئی ایک اکابر علماء کرام نے سیر حاصل مواد پیش کیا اور متعین نصاب کو بہت احسن انداز میں مکمل کیا اور پاکستان کے ساٹھ سے زائد مدارس سے آنے والے ساڑھے گیارہ سو سے زائد طلباء کرام کو تحفظ ختم نبوت و حیات عیسیٰ علیہ السلام و مہدی علیہ الرضوان، فتنہ دجال، کذبات مرزا، جیت حدیث، فتنہ غامدیت، فتنہ گوہر شاہی جیسے اہم اور بنیادی عنوانات پر اسباق پڑھائے۔ راقم کو بھی طلباء کرام کی خدمت کا موقع ملا۔

مسلم کالونی چناب نگر۔ کے کورس پر نظر ڈالیں تو یہ اس کورس کا تسلسل ہے جس کو فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ نے قادیان کی سرزمین پر مرزا بشیر الدین محمود کے مقابلہ میں شروع کیا۔

قادیانیوں نے انگریز کی اس سازشی اور سیاسی تحریک کو مذہب وعلم کا رنگ دینا چاہا تو اکابرین ختم نبوت نے جہاں مرزائیت کے تار و پود سیاسی رنگ و روپ میں بکھیرے تھے وہاں پر انہیں دلائل کی دنیا میں بھی تہی دست کر دیا۔

فتنہ قادیانیت نے قادیان ہندوستان کی زمین پر جنم لیا تھا اس لئے اس کا مقابلہ اسی سرزمین پر بہت ہی جرأت، شجاعت اور بہادری کے ساتھ کیا گیا۔

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی تقریری یلغار، فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ، مولانا لال حسین اخترؒ کی مناظرانہ کاٹ، مفکر ختم نبوت مولانا محمد علی جالندھریؒ کا تدبر، مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کا جود و سخا، مولانا خواجہ خان محمدؒ کا زہد و تقویٰ اور کارکنان تحفظ ختم نبوت کی جرأت بہادری کا سامنا قادیانی گماشتے نہ کر سکے۔ ہندوستان تقسیم ہوا پاکستان معرض وجود میں آیا، فتنہ قادیانیت پاکستان منتقل ہوا۔ قادیانیوں کا علمی محاسبہ اور علمی تعاقب و پوسٹ مارٹم کرنے کے لئے ملتان کے مرکزی دفتر میں دار المبلغین قائم کیا گیا۔ جہاں پر علماء کرام و عوام الناس کو رد قادیانیت پر تربیت دی جانے لگی۔

حالات بدلے، کارواں بڑھا، زمین پھیلی، قدرت نے اور کامیابیوں سے ہم کنار فرمایا۔ چناب نگر کو کھلا شہر قرار دیا گیا۔ مسلمان فاتحانہ انداز میں شیر کی چال چل کر گردن فرط محبت و کامرانی میں بلند کر کے شاہانہ انداز میں چناب نگر داخل ہوئے۔ اسی سرزمین پر اسلام اور مسلمانوں کا داخلہ ممنوع تھا مگر امت کی قربانیاں رنگ لائیں۔ مسلمان جیت گئے، قادیانی ہار گئے۔

مسلم کالونی صدیق آباد کی سرزمین پر مسلمانوں نے نماز شکرانہ ادا کی اور آج بحمد اللہ ایک عظیم الشان جامعہ میں دارالقرآن، درس نظامی، دارالمبلغین تخصص تک کے درجات کام کر رہے ہیں اور مساجد و مدارس کا ایک نظام قائم ہے۔

چنانچہ قادیان سے کورس ملتان پاکستان اور وہاں سے یہ کورس چناب نگر کی سرزمین پر منتقل ہوا اور آج گیارہ سو سے زائد طلباء کی تعداد اسلامیان وطن کی محنتوں اور محبتوں کا ثبوت پیش کررہی ہے۔ جہاں قادیانی کفروالحاد کے انگارے اگلنے کی کوشش کرتے ہیں وہاں ملک عزیز کے چپہ چپہ پر پھیلے ہوئے غلامان مصطفیٰ دلائل کی بارش کر کے نہ صرف ان انگاروں کو سرد کرتے ہیں بلکہ آئندہ کسی کام کا بھی نہیں رہنے دیتے۔ بحمد اللہ تعالیٰ آنے والے مہمانان رسول کے رہن سہن کا بہترین نظام قائم تھا۔ ناشتہ، کھانا، ڈسپنسری غرض کہ تمام ممکنہ سہولیات فراہم کی گئیں۔ کاغذ، قلم، کتاب تک طلباء عزیز کی خدمت میں پیش کر کے انہیں ہر طرح کی سوچ اور فکر سے فارغ کر کے محض کام پر لگنے کی ترغیب دی جاتی تھی۔ مختصر سے وظیفہ اور خطیر رقم کی کتب پر مشتمل سیٹ بھی تحفہ میں دیا گیا۔ اللہ کریم عالمی مجلس کے اکابرین خصوصاً حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری، حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہم کو لمبی صحت وعافیت والی زندگی نصیب فرمائے۔ جن کی مسلسل فکر اس کام کو خیر وبرکت سے آگے بڑھا رہی ہے۔ ضروری ہے کہ مدرسہ عربیہ ختم نبوت چناب نگر کے اساتذہ، طلباء کرام کا شکریہ ادا کرنا کہ جنہوں نے اپنی تعلیم کے ساتھ ساتھ آنے والے مہمانان گرامی طلباء کرام کی خوب خدمت کی۔

اللہ تعالیٰ بہت ہی جزائے خیر عطا فرمائے مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا محمد اسحاق ساقی، مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا محمد قاسم رحمانی، مولانا عبدالرشید غازی، مولانا محمد خبیب، مولانا محمد وسیم اسلم، مولانا محمد خالد عابد، مولانا قاری محمد اصغر اور جملہ کارکنان ختم نبوت کو، جنہوں نے دن رات ایک کر کے اس کورس کے نظم کو بہتر سے بہتر بنانے کی سعی مشکور کی۔

رب کریم ان آنے والے طلباء کرام کو زندگی کے آخری سانس تک تحفظ ختم نبوت کے مشن کے لئے قبول فرمائے اور عالمی مجلس کے پلیٹ فارم سے تحفظ ختم نبوت کا فریضہ انجام دیتے رہنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین! ☆☆☆

بقیہ:......تھرپارکر کی اصل صورت حال!

ان کی خدمات کو ضلع تھرپارکر میں کبھی بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا، جبکہ مولانا اللہ وسایا، مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد، مفتی محمد راشد مدنی، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولوی توصیف احمد جملہ اکابرین کثرت کے ساتھ تبلیغی دورہ کر چکے ہیں۔ گزشتہ دو ماہ میں کئی دروس، کانفرنسز، کورسز منعقد ہو چکے ہیں۔ بلال مسجد، جامع مسجد، مدرسہ نورالہٰی مٹھی، بجیر محلہ، قمبار محلہ، تھرپارکر، ہوتھی جوتڑ اسلام کوٹ، جامع مسجد، مدرسہ الحق، چھورھمو، جالو چھورو نگرپارکر، مبارک رند چھاچرو میں پروگرامز منعقد ہوئے۔ ہزاروں کی تعداد میں سندھی، اردو لٹریچر اور کتب تقسیم ہوئیں۔ یہ تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی محنت کی ایک جھلک تھی، جبکہ تھرپارکر کے مدارس، مساجد کے علماء کرام، جمعیت علماء اسلام کے علماء کرام کی محنت الگ ہے، یہی وجہ ہے کہ ایک مثال بھی نہیں پیش کی جاسکتی کہ قادیانی ہسپتالوں وتعلیمی اداروں کی وجہ سے کوئی ایک مسلمان قادیانی ہوا ہو، الحمد للہ! ایک مسلمان بھی قادیانی نہیں ہوا، جبکہ کئی قادیانی مسلمان ہو چکے ہیں۔ روزنامہ جنگ کی ۱۴؍ستمبر ۱۹۷۴ء کی رپورٹ ہے کہ کھوکھراپار میں دو خاندان پر مشتمل ۱۴ افراد مسلمان ہوئے، جبکہ حال ہی میں نالی تھر، عمرکوٹ میں ۲۲، قادیانی، سنجر چانگ ٹنڈوالہیار میں ۲۸ قادیانی، جبکہ کنری، میرپورخاص، گولارچی میں وقتاً فوقتاً کئی قادیانی مسلمان ہو چکے ہیں۔ تھرپارکر کے مسلمانوں میں قادیانیت کی نفرت موجود ہے، ابھی ہفتہ قبل چھورھمو میں قادیانی وفد گیا، میموری کارڈ تقسیم کرنے لگے تو گاؤں کے افراد نے پکڑلیا، جس پر قادیانیوں نے معاہدہ کیا کہ ہم آئندہ تبلیغی کام نہیں کریں گے، وہ تحریری معاہدہ بھی موجود ہے، اسی گاؤں میں ۹؍اپریل ۲۰۱۹ء کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ختم نبوت کانفرنس منعقد کی تھی، اگر کسی اسکول میں قادیانی اپنے نظریات کی تبلیغ کرتے ہیں وہ ان کا ذاتی اسکول ہے اور ان اسکولز میں مسلمان نہ ہونے کے برابر ہیں اور یہ ادارے آج سے نہیں عرصہ دراز سے موجود ہیں، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین ہمہ وقت موجود ہیں اور ان شاء اللہ! جب تک ایک قادیانی بھی موجود ہے، قادیانیت کا تعاقب ہوتا رہے گا، کسی بھی صاحب کو قادیانیت سے متعلق تبلیغی لحاظ سے کوئی خدمت درکار ہو تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین کانفرنسز، کورسز، سیمینارز، تقسیم لٹریچر وکتب کے ذریعہ مفت خدمات سرانجام دیں گے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعاون

شفاعت نبی کریم ﷺ کا ذریعہ

اللہ رسول محمد

- پوری دُنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوتِ اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدِباب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- دفاترِ ختم نبوت، دارالتصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

اِن تمام صدقاتِ جاریہ میں شرکت کے لیے

زکوٰۃ، فطرہ، صدقات، عطیات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دیجئے

نوٹ: مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جاسکے۔

اپیل کنندگان

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب
امیر مرکزیہ

مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد صاحب
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری صاحب
مرکزی ناظم اعلیٰ

ترسیل زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ ملتان

فون +92-61-4583486, +92-61-4783486

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c # 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN # PK068ABPA0010010964680019

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT

Account # 0010010964710018

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN # PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت، ایم اے جناح روڈ کراچی فون +92-21-32780337 فیکس +92-21-32780340